جنوری
2022ء

حِكۡمَةُۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۝٥ (القمر:54)

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 16 | وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا ٱلۡقُرۡءَانَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٍ (القران) | جمادی الثانی :1443ھ

شمارہ : 01 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | جنوری : 2022ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبداللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت

- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 600 روپے | معمول کا شمارہ: 60 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

صفحہ	مصنف	نمبر	عنوان
3		1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات
5		2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات
6	انجینئر عبداللہ اسماعیل	3	حرفِ آرزو:
9	انجینئر مختار فاروقی	4	القرآن الکریم جیسے میں سمجھا اور بیان کیا
24	ساجد محمود مسلم	5	سفرروم (سیرۃ امام المرسلین ﷺ)
28	محمد نعمان اصغر	6	مطالعہ سورۃ الکہف اور فتنۂ دجال
32	حافظ خالد حیات محمود	7	تربیت اولاد کے اسلامی اصول(2)
46	محمد منظور انور	8	بدلتا ہوا سعودی عرب
51	ع۔ت بنت فاروقی	9	خود کو بدلیں!!
53	کرنل اشفاق احمد، حافظ شفیق، مولانا عبدالقیوم حقانی، غلام قادر ہراج، عبداللہ ابراہیم	10	یادِ فاروقی
62		11	رسید تحائف

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

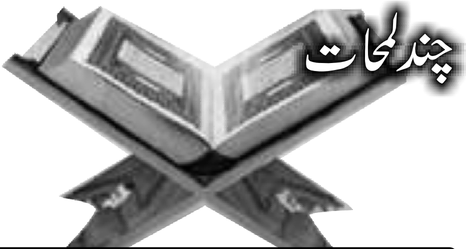

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	176-172

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ

تم کھاؤ اُن پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں

وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

اور شکر بھی ادا کرو اللہ (کی نعمتوں) کا اگر تم اسی کے بندے ہو

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ

اس نے تم پر حرام کر دیا ہے مرا ہوا جانور اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ

اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے

فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے

فَلَآ اِثۡمَ عَلَيۡهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۷۳﴾

اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡتُمُوۡنَ مَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ الۡكِتٰبِ

جو لوگ چھپاتے ہیں (اللہ کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں

وَيَشۡتَرُوۡنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا

اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ مَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ اِلَّا النَّارَ

وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيۡهِمۡ

ایسے لوگوں سے اللہ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا

وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۴﴾

اور ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالۡهُدٰى وَالۡعَذَابَ بِالۡمَغۡفِرَةِ

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا

فَمَآ اَصۡبَرَهُمۡ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

یہ آتش (دوزخ) کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ

یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی

وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِى الۡكِتٰبِ لَفِىۡ شِقَاقٍ بَعِيۡدٍ ﴿۱۷۶﴾

اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آ کر نیکی سے) دور (ہو گئے) ہیں

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاهُ

بے شک شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکروں کو روانہ کرتا ہے
(تا کہ وہ انسانوں کو فتنوں میں مبتلا کر کے گمراہ کریں)

فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً

ان (شیطان کے چیلوں) میں سے مرتبہ کے لحاظ سے شیطان کے
قریب ترین وہ ہوتا ہے جو فتنہ برپا کرنے میں عظیم ترین ہوتا ہے

یَجِیْءُ أَحَدُهُمْ فَیَقُولُ: فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا

ان میں سے کوئی ایک آتا ہے اور بتاتا ہے کہ آج میں نے ایسا کیا اور ویسا کیا

فَیَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَیْئًا

شیطان کہتا ہے: تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا

قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ أَحَدُهُمْ فَیَقُولُ: مَا تَرَکْتُهٗ

پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں انسان کے پیچھے ہی لگا رہا

حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَأَتِهٖ

یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروادی

قَالَ: فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ: نِعْمَ أَنْتَ

شیطان اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: تو نے تو بہت اچھا کام کیا

(مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ)

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر عبد اللّٰہ اسماعیل

الحمدللہ ماہنامہ حکمت بالغہ حالیہ شمارے سے اپنی اشاعت کے سولہویں (16) سال کا آغاز کررہا ہے۔اس دوران جو بھی خیر کا کام ہوسکا وہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہوا ہے۔ حکمت بالغہ کے صفحات میں پہلے بھی یہی کوشش رہی ہے اوران شاءاللہ آئندہ بھی ہم کوشاں رہیں گے کہ مسلمانوں کی اجتماعی سوچ کواللہ تعالیٰ کے نازل کردہ آخری کلام یعنی قرآنِ حکیم کی ہدایت کی طرف پھیر دیا جائے۔قرآن اور صاحب قرآن کی شخصیّت یا قرآن وسنّت کوعلیحدہ نہیں کیا جاسکتا یہ INSEPARABLE ہیں اوراسی حیثیّت میں یہ ہمارے لیے رہنمائی کا مینار ہیں۔

قرآن مجید میں آج کے حالات میں کام کرنے کی ہمّت کرنے والوں کی رہنمائی کے لیے سورۃ الروم کے پانچویں رکوع کی آیات موجود ہیں۔ابتداء میں آج کے حالات کا نقشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِى النَّاسِ لِيُذِيۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِىۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ O ....(الروم:41)

”خشکی اورتری میں فساد پھیل گیا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب تا کہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں“۔

اور پھر سابقہ اقوامِ عالم کے حالات میں غور کرنے کا حکم ہے کہ ان کی تباہی کے اسباب آج ہماری

آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونے چاہئیں، بشرطیکہ ہمارے دل زندہ ہوں اور آنکھ اور کان یعنی سماعت و بصارت بھی 'انسانی معیار' کی ہو نہ کہ جانوروں جیسی۔ اس لیے کہ اگر دل مردہ ہو جائے تو پھر یہی سماعت و بصارت صرف 'حیوانی سطح' پر دیکھنے اور سننے تک محدود رہتی ہے۔ (اِنَّھَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ O (الحج:46) ''بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں'')۔

اور پھر آگے فرمایا: فَاَقِمۡ وَجۡھَکَ لِلدِّیۡنِ الۡقَیِّمِ ''پس اپنا رُخ قائم رکھو صحیح دین کی طرف''۔ یعنی اس فساد کی اصلاح دین کے قیام ہی سے ممکن ہے، جس کے لیے ضروری ہے کہ ہر باضمیر، زندہ دل اور فطرتِ سلیمہ کا مالک معقول انسان خود منکرات اور SOCIAL EVILS سے توبہ کرے اور دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دیتا رہے۔

انسان کی سوچ اگر یہاں تک آ جائے تو آگے کے مراحل میں رہنمائی کے لیے ترمذی شریف کی فضائل قرآن کے باب سے ایک فرمان رسالت ﷺ پیش خدمت ہے: یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اِنَّھَا سَتَکُوۡنُ فِتۡنَۃٌ۔ قُلۡتُ: مَا الۡمَخۡرَجُ مِنۡھَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ؟ قَالَ کِتَابُ اللّٰہِ، فِیۡہِ نَبَأُ مَا کَانَ قَبۡلَکُمۡ وَخَبَرُ مَا بَعۡدَکُمۡ وَحُکۡمُ مَابَیۡنَکُمۡ ھُوَ الۡفَصۡلُ لَیۡسَ بِالۡھَزۡلِ مَنۡ تَرَکَہٗ مِنۡ جَبَّارٍ قَصَمَہُ اللّٰہُ وَمَنِ ابۡتَغَی الۡھُدٰی فِیۡ غَیۡرِہٖ اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَھُوَ حَبۡلُ اللّٰہِ الۡمَتِیۡنُ وَھُوَ الذِّکۡرُ الۡحَکِیۡمُ وَھُوَ الصِّرَاطُ الۡمُسۡتَقِیۡمُ وَھُوَ الَّذِیۡ لَا تَزِیۡغُ بِہِ الۡاَھۡوَاءُ وَلَا تَلۡتَبِسُ بِہِ الۡاَلۡسِنَۃُ وَلَا یَشۡبَعُ مِنۡہُ الۡعُلَمَاءُ وَلَا یَخۡلُقُ عَنۡ کَثۡرَۃِ الرَّدِّ وَلَا تَنۡقَضِیۡ عَجَائِبُہٗ وَھُوَ الَّذِیۡ لَمۡ تَنۡتَہِ الۡجِنُّ اِذۡ سَمِعَتۡہُ حَتّٰی قَالُوۡا: ﴿اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّھۡدِیۡ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ﴾ مَنۡ قَالَ بِہٖ صَدَقَ وَمَنۡ عَمِلَ بِہٖ اُجِرَ وَمَنۡ حَکَمَ بِہٖ عَدَلَ وَمَنۡ دَعَا اِلَیۡہِ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

''خبردار! عنقریب فتنہ ظاہر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس سے نکلنے کا کیا راستہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کتاب اللہ (قرآن مجید) جس میں تم سے پہلے

والوں کے حالات ہیں اور تمہارے بعد والوں کی خبریں اور تمہارے مابین کا فیصلہ ہے۔ یہ ایک فیصلہ کن (کتاب) ہے کوئی مذاق نہیں۔ جو اس کو ترک کر دے گا تکبر سے اللہ اس کو توڑ دیں گے، جو اس سے ہٹ کر ہدایت تلاش کرے گا اللہ اس کو گمراہ کر دیں گے۔ (قرآن) اللہ کی مضبوط رسّی ہے اور حکمت والی نصیحت ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے اور (قرآن) وہ کتاب ہے جس سے خواہشات نہیں بھٹکتیں اور نہ زبانوں میں خلط ملط ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے علماء سیر ہوتے ہیں اور نہ یہ زیادہ دہرانے سے پرانی ہوتی ہے اور نہ اس کی عجائبات ختم ہوتے ہیں۔ یہی ہے وہ کتاب کہ جب جنات نے اس کو سنا تو یہ کہنے سے نہ رُک سکے ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے''۔ جو اس (قرآن) کے مطابق بات کہے اس نے سچ کہا، جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر دیا گیا، جس نے اس (قرآن) کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا جس نے اس (قرآن) کی طرف بلایا اس کو سیدھے راستے کی ہدایت عطا کر دی گئی''۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آج کے حالات میں ہر ذی شعور اور باضمیر مسلمان کو خود سچی توبہ کرنا چاہیے اور اللہ کی نافرمانی ترک کر دینا چاہیے اور اسی کی دعوت اپنے گھر سے شروع کر کے درجہ بدرجہ پورے معاشرے تک پھیلانے کی سعی کرنا چاہیے اس کے لیے انفرادی سطح سے اٹھ کر اجتماعی سطح پر بھی کام کرنا چاہیے اور کسی ایسی ہی اجتماعیت میں شریک ہو کر اس فرض کو ادا کرنا چاہیے اس پُر خطر راستے کا واحد ہتھیار قرآن مجید ہے یہی کتابِ ہدایت ہے اور 'حبل اللہ' ہے جس کو مضبوطی سے تھام کر ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں بقول اکبر الہ آبادی

ے مغوی تو ملیں گے تمہیں شیطان سے بڑھ کر
ہادی نہ ملے گا کوئی قرآن سے بڑھ کر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی کتاب مبین کی خدمت میں لگا دے اور اس پر عمل کرنے والا بنا دے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی

القرآن الکریم

جیسے میں سمجھا اور بیان کیا

انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوۡرَۃُ الفَاتِحَۃِ

سورۃ الفاتحہ کئی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ ایک تو اس لحاظ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا صَلَاۃَ لِمَنۡ لَمۡ یَقۡرَأۡ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ (بخاری، عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ) یعنی کوئی رکعت نماز کی نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس میں سورۂ فاتحہ تلاوت نہ کی جائے۔ تو جو شخص بھی پانچ وقت باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہے اگر دن میں تقریباً پچاس رکعتیں پڑھتا ہے تو پچاس دفعہ تو سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے۔ اگر اس سورت کو ہم سمجھ لیں اس کے مفہوم کو ذہن نشین کر لیں، جو کہ زیادہ مشکل نہیں ہے (کل سات آیتیں ہیں) تو ہماری نماز بہتر ہو جائے گی۔ عام لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ نماز میں توجّہ نہیں ہوتی، دل نہیں لگتا، اس کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کے معانی ہمیں آتے ہی نہیں ہیں نہ سورۃ فاتحہ کے، نہ بسم اللہ کے، نہ جو قرآن ساتھ پڑھا جا رہا ہے اس کے، حتیٰ کہ اکثر لوگوں کو تو سُبحان رَبِّیَ الاعلیٰ اور سُبحان رَبِّیَ العظیم کے معنی بھی نہیں آتے اور التحیّات کے معنی تو بہت ہی کم لوگوں کو آتے ہیں تو پھر توجہ کیسے رہے گی۔ اگر اس ایک حصّے کو ہم تفصیل کے ساتھ سمجھ لیں اور مجھے اُمّید ہے کہ آپ حضرات خود بھی اس کو سمجھنے کی محنت کریں گے تو یقیناً نماز کے اس سورۃ فاتحہ والے پہلو کی کمی پوری ہو جائے گی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O

سورۃ فاتحہ کا آسان ترجمہ یہ ہے

اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے رحم فرمانے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ پالنے والا ہے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جو بہت زیادہ مہربان ہے جو بہت رحم فرمانے والا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (وہ اللہ جو رحمٰن ہے رحیم ہے تمام عالموں کا رب ہے) وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔ یَوْمِ الدِّیْن کا لفظی ترجمہ ہوگا سزا و جزا کا دن، حساب کتاب کا دن، بدلے کا دن۔ اس دن کا جو جج ہے، جو منصف ہے، جو کرسی انصاف پر بیٹھے گا وہ وہی ہستی ہے جو اللہ ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (اسی سے ہماری دعا ہے کہ اے اللہ!) ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (اے اللہ!) تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ وہ راستہ دکھا جو سیدھا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا۔ جن سے تو ناراض ہوا

وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو سیدھے راستے پر آنے کے بعد گمراہ ہو گئے۔ بھٹک گئے راستہ بھول گئے۔

آمین۔ یہ لفظ 'آمین' قرآن مجید میں شامل نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سورۃ فاتحہ تلاوت کی جائے اس کے بعد آمین کہنا چاہیے۔ غالباً یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں ''ایسے ہی ہو''۔ اور حدیث میں ہے کہ فرشتے بھی اس پر آمین کہتے ہیں

یعنی اے اللہ جس طرح یہ تجھ سے مانگ رہے ہیں آپ ان کو وہ چیزیں عطا فرمادیں جو یہ درخواست کررہیں ہیں۔

یہ سورۂ فاتحہ کا لفظی ترجمہ ہے۔سورۃ فاتحہ کے بارے میں پہلی بات جو یادرکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہی میں ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے کہا گیا ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ O (87:15)

ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی (یعنی آیتیں) اور قرآنِ عظیم عطا فرمایا ہے

گویا کہ قرآن مجید کے علاوہ اللہ کی ایک اور نعمت ہے ایک اور احسان ہے جس کا اللہ نے تذکرہ فرمایا ہے اور وہ یہ سورۂ فاتحہ ہے۔اور اس میں اشارہ ہے کہ اس سورت کی سات آیات ہیں۔اس بارے میں تو اتفاق ہے کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں لیکن اس میں آگے تھوڑا سا اختلاف شروع ہوتا ہے اور بہت ہی تھوڑا سا ہے وہ اختلاف یہ ہے کہ ہمارے ہاں آغاز سے ہی دو SCHOOL OF THOUGHT ہیں وہ یہ ہیں کہ سورت کے شروع میں جو بسم اللہ لکھی ہوتی ہے یہ اس سورت کا حصہ ہوتی ہے یا اس سے الگ ہوتی ہے۔اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک جگہ سورۃ النمل کے درمیان میں ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو خط لکھا تھا ﴿إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ وہ تو قرآن مجید کا حصہ ہے، اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن جو ہر سورت کے شروع میں لکھ دی جاتی ہے بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سورتوں کو SEPARATE کرنے کے لیے ہے تا کہ معلوم ہو کہ ایک سورت ختم ہوگئی ہے اور دوسری شروع ہوگئی ہے۔درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے۔اگرچہ اس میں بھی ایک EXCEPTION ہے کہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی جاتی۔بہرحال اس سورۂ فاتحہ کے بارے میں ایک رائے ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اس میں شامل ہے۔آیتیں ان کے نزدیک بھی سات ہیں لیکن وہ تقسیم اور طریقے پر کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ نہیں، بسم اللہ ہر سورۃ کے شروع میں بطور تبرک اور فصل قائم کرنے (SEPARAT ION) کے لیے لکھ دی جاتی ہے وہ اس سورت کا حصہ نہیں ہوتی۔ان لوگوں کے نزدیک بھی سورت فاتحہ کی سات آیتیں ہیں۔اختلاف صرف اتنا رہے گا کہ بسم اللہ کو شامل کریں

گے تو بسم اللہ ایک آیت ہو جائے گی اور باقی سورۃ کی چھ آیات بنانی پڑیں گی اگر بسم اللہ کو شامل نہیں کریں گے تو باقی سورۃ کی سات آیتیں بن جائیں گی۔اس میں بس اتنا سا اختلاف ہے۔ اگر چہ جن لوگوں کی رائے یہ ہے کہ بسم اللہ اس میں شامل نہیں ہے اس کے بارے میں ایک دلیل چونکہ حدیث میں موجود ہے اور اس حدیث کا ذکر ابھی سامنے آئے گا لہٰذا ذاتی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ رائے زیادہ وزنی ہے اور یہ رائے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ باقی جو لوگ بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ شامل کرتے ہیں وہ بھی اکابرین میں سے ہیں ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ شامل ہیں لہٰذا اس کو بھی کسی درجے میں کم نہیں سمجھنا چاہیے۔

ایک حدیث میں سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں کی بڑی پیاری تقسیم آئی ہے اور حدیث بھی قدسی ہے۔ عام حدیث وہ ہوتی ہے کہ جس کو صحابیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا وہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(حدیث کے لفظی معنی بات ہوتے ہیں حدیث رسول کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات)۔ حدیث قدسی وہ ہوتی ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ اللہ یوں فرما رہا ہے۔ قرآن بھی اللہ کا کلام ہے اور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ یوں فرما رہا ہے وہ بھی اللہ کا کلام ہو گیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن میں شامل نہیں کیا لہٰذا وہ قرآن کا حصہ نہیں ہے۔ قرآن کے بعد دوسرا درجہ حدیث قدسی کا ہوتا ہے اگر وہ متفق علیہ ہو تو پھر قرآن کے بعد اس کا دوسرا درجہ ہے اپنے AUTHENTICITY کے اعتبار سے۔ لہٰذا حدیثوں میں سب سے اونچا مقام حدیث قدسی کا ہے۔ سورۃ فاتحہ کے بارے میں بھی حدیث قدسی کے الفاظ ہیں جو اگر ذہن نشین ہو جائیں اس کا مفہوم سامنے آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سورۃ کے معانی کو یاد رکھنا آسان ہے۔

مسلم کی شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا۔

پہلی بات تو نوٹ کرنے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث قدسی میں سورۂ فاتحہ کو نماز فرما رہا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ فرمایا اس میں آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا حصہ میرے بندے کا ہے۔

اور فرمایا کہ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مانگا۔ یعنی جو آدھا حصہ اُس کا ہے اس میں وہ جو مجھ سے مانگ رہا ہے میں نے اُس کو دے دیا۔ اس کے بعد ایک ایک آیت کے بارے میں فرمایا:

اِذَا قَالَ الْعَبْدُ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جب بندہ کہتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ،اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ۔ یوں سمجھئے کہ کوئی فرشتوں کی محفل ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ میری حمد بیان کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ جوڑ لیجیے اُس واقعہ کو جو سورۂ بقرہ میں ہم پڑھیں گے کہ فرشتوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! تو آدم کو دنیا میں پیدا کرے گا یہ تو فساد پھیلائے گا خون خرابہ کرے گا، ہم تیری تسبیح وعبادت کر رہے ہیں تو اس آدم کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے جواب میں گویا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو اُسی آدم کی اولاد میں سے ایک بندہ میری حمد بیان کر رہا ہے۔ اگر ہمارے کان ہوں تو ہم بھی یہ بات محسوس کر سکتے ہیں، بات تو ریسیونگ سیٹ ہونے کی ہے۔ جیسے ریڈیو سٹیشن سے تو ساری چیزیں براڈکاسٹ (BROADCAST) ہو رہی ہیں اور WAVES ہر جگہ جا رہی ہیں، اگر کسی کے پاس صحیح ریسیونگ سیٹ ہو تو وہ سارا کچھ ریسیو ہو جائے گا۔ اسی طرح اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے اگر ہمارے اندر روح کی پاکیزگی اور وہ معیار ہو جس سے ہم اللہ کا جواب محسوس کر سکیں تو ہم سن بھی سکتے ہیں۔

فرمایا: جب بندہ کہتا ہے: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ ۔میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے، میری تعریف کی ہے۔

اور جب بندہ کہتا ہے: مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اے اللہ! تو ہی مالک ہے جزا و سزا کے دن کا۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں فرماتا ہے: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ ۔دیکھو میرے بندے نے میری بڑائی اور بزرگی بیان کی ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ بات صرف احساس کی ہے۔ اگر ہم ایک ہی سانس میں ساری سورۂ فاتحہ پڑھ جائیں تو پھر احساس کہاں سے ہوگا۔ یہ تبھی ممکن ہے جب آدمی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ

رہا ہو تو ہر آیت پڑھ کر رُکے اور محسوس کرے کہ اللہ کی طرف سے جواب آ رہا ہے۔ علامہ اقبال نے بالِ جبریل میں یہی کہا ہے

اَفلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں ﴿اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ (186:02) اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے ہم اس کو محسوس نہیں کر سکتے۔ آج سے آپ بھی یہ فیصلہ کیجیے کہ جب نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھیں گے تو ہر ہر آیت پر رُکیں گے اور اس کے بعد وہ محسوس کیجیے جو اس حدیث میں آیا ہے کہ ہر آیت کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں فرماتا ہے کہ میرا بندہ یہ کہہ رہا ہے۔

سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں میں سے یہ تین آیتیں ایک طرف ہیں۔ چوتھی آیت ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اے اللہ! ہم صرف تیری بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

ایک ہے کہ ''تیری بندگی کرتے ہیں'' اور ایک ہے کہ ''صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں''، اس میں حصر کا پہلو ہے۔ اس سے معنی کے اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال عام طور پر دی جاتی ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید عالم ہے تو اس کا معنی ہے کہ شہر میں بہت سارے عالم ہیں زید بھی ایک عالم ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ زید ہی عالم ہے، تو اس کا معنی ہوگا کہ باقی لوگ جو عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اصل عالم نہیں ہیں اصل عالم تو زید ہے۔ اسی طریقے پر اِيَّاكَ نَعْبُدُ اے اللہ ہم صرف تیری بندگی کرتے ہیں۔ دنیا میں جو کوئی کسی کی بندگی کا دعویٰ کرتے ہیں یا لوگوں سے بندگی کرواتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں سب فراڈ ہے دھوکا ہے۔ اے اللہ ہم صرف تیری بندگی کرتے ہیں اور تیری بندگی ہی حق ہے۔ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور اے اللہ! ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اس چوتھی آیت کے بارے میں اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هٰذَا بَيْنِىْ وَ بَيْنَ عَبْدِىْ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے یعنی یہ معاہدہ ہے اور یوں

سمجھئے کہ اگر بندہ اپنے حصے کا معاہدہ پورا کرے گا تو اللہ فرماتا ہے کہ میں بھی اپنے حصے کا معاہدہ پورا کردوں گا۔ بندے کی طرف سے معاہدہ ہے کہ بندہ اللہ سے وعدہ کررہا ہے کہ اے اللہ میں تیری بندگی کروں گا اور اللہ کے ذمے اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا راہنمائی فرمائے گا دستگیری فرمائے گا مشکلات کو دور کرے گا۔ یہ اللہ کی طرف سے وعدہ ہے۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے اللہ مدد کرے گا۔ تو یہ دوطرفہ معاہدہ ہے اگر بندہ اپنے حصے کی بات پوری کرے گا کہ خلوص فی العبادت یعنی اللہ کے لیے بندگی کو خالص کرلے تو اللہ تعالیٰ بھی لازماً اس کی تمام ضرورتیں پوری کردے گا تمام مشکلات اور موانع جو ایک خالص اس کا بندہ بننے کے لیے اس کے راستے میں حائل ہیں، وہ اللہ تعالیٰ دور کردے گا۔ اور اگلی جو تین آیات ہیں اس میں فرمایا

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (اے اللہ) تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

ہدایت کا لفظی ترجمہ تو راستہ دکھانا ہی ہے لیکن اس کے مختلف درجات ہیں ایک عام درجہ ہوتا ہے مثلاً کوئی آدمی آپ سے راستہ پوچھے کہ مجھے فلاں آدمی کے گھر پر جانا ہے اور آپ راستہ بتائیں تو ایک درجہ یہ ہے کہ آپ اسے وہیں کھڑے کھڑے بتادیں کہ یہاں سے سیدھا چلے جائیں وہاں سے دائیں ہاتھ ہوجائیں وہاں سے بائیں ہاتھ ہوجائیں اس جگہ پر اس آدمی کا گھر آجائے گا۔ یہ بھی ایک ہدایت ہے کہ آپ نے اس کی راہنمائی کی ہے۔ اس سے بہتر ایک درجہ ہے کہ آپ اس کو لے کر ساتھ چلیں اور جب وہ گھر نظر آجائے تو دور سے دکھادیں کہ وہ گھر ہے وہ دروازہ ہے وہاں تک پہنچ جائیں یعنی دو چار گلیاں گھوم کر اس کو وہ گھر دکھا کر آجائیں اور سب سے اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ آپ اس کو کہیں کہ آؤ میرے ساتھ گاڑی پر یا موٹر سائیکل پر بیٹھ جاؤ اور اس نے جہاں جانا ہے وہاں اس کو پہنچادیں کہ یہ جگہ ہے جہاں آپ کو پہنچنا تھا یہ پہنچ گئے۔ یہ سب سے اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ اس آیت میں ہم اللہ سے جو دعا کرتے ہیں اگرچہ اس میں تینوں درجے مراد ہیں لیکن اللہ سے تو سب سے اعلیٰ درجے کی استدعا ہم کررہے ہیں۔ اسی لیے ترجمہ یہ نہیں کیا جاتا ہے کہ ''اے اللہ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا'' ترجمہ کیا جاتا ہے ''اے اللہ تو ہمیں سیدھا راستہ پر چلا کر اس منزلِ مقصود تک بھی پہنچادے جہاں تک ہمیں جانا ہے۔ صرف راستہ دکھانہیں، ممکن ہے ہم چل ہی نہ سکیں، اور صرف چلانہیں، ممکن ہے ہم راستے میں ہی رک جائیں یا بھٹک جائیں بلکہ منزلِ

مقصود تک ہمیں پہنچا دے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اور اسی سے ملتے جلتے الفاظ جو سورۃ اعراف (43:07) میں جو آئے ہیں کہ جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے تو اس وقت ان کی زبان پر یہ ترانۂ حمد ہوگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا...... سارا شکر اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا یعنی دنیا میں سیدھا راستہ دکھایا مسلمان ہونے کی توفیق بخشی پھر یہ توفیق بخشی ہم اس پر عمل کریں ہمت دی توفیق دی اور ہم اچھے کام کرتے رہے اور پھر ہماری کوتاہیوں کو دور کرکے اللہ نے ہماری بخشش فرما دی اور اب جنت میں داخلہ ہوگیا اللہ نے یہاں تک پہنچا دیا۔ وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ اور ہم یہاں پہنچنے والے نہیں تھے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی۔ ہدایت سے مراد یہ ہے کہ سیدھا راستہ دکھانا بھی، چلانا بھی اور منزل تک بھی پہنچا دینا۔ یہاں اللہ سے جب ہم دعا کر رہے ہیں تو اس آخری درجے کی دعا کرنی چاہیے اگرچہ پہلے دونوں درجے بھی ذہن میں رہنے چاہئیں یہ بھی اسی کا حصہ ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ راستہ ان لوگوں کا اے اللہ! جن پر تیرا انعام ہوا۔ جن سے تو خوش ہوا جن سے تو راضی ہوگیا۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ ان لوگوں کا راستہ نہیں چاہیے کہ جنہیں تو نے راستہ دکھایا لیکن وہ نافرمانی، ضد اور دنیاوی مفادات کی وجہ سے اس کو چھوڑ بیٹھے۔ اور اس کی سب سے بڑی مثال دنیا میں یہود ہیں SYMBOL کے طور پر۔

وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوگئے۔ اس کی سب سے بڑی مثال عیسائی ہیں۔

سیدھا راستہ مل جائے تو اس سے گمراہ ہونے یا اس راستے کو چھوڑنے کی دو ہی صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ آدمی خلوص کے ساتھ راستہ بھول جائے یعنی اس میں کوئی بدنیتی شامل نہیں ہے کوئی دنیاوی مفادات شامل نہیں ہیں کوئی پہلے سے فیصلہ شامل نہیں ہے آدمی گمراہ ہوگیا یہ الضَّآلِّیْنَ ہے اور ایک یہ ہے کہ دنیاوی مفادات سامنے آئیں اور ان کے لالچ میں آکر آدمی کہے کہ چھوڑو جی نماز اور چھوڑو یہ روزہ اور چھوڑو یہ اللہ اور رسول کی بات، یہ دنیاوی مفاد اصل چیز ہے جو حاصل کرنے کی ہے اس کو حاصل کرو یہ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے سخت ترین ناراض ہوگا کہ تمہیں سیدھا راستہ دکھایا تھا اس کے باوجود تم سیدھے راستے پر نہیں

چلے۔ ایک وہ آدمی ہوسکتا ہے جو غلطی سے راستہ بھول گیا اس کے لیے گنجائش اللہ کے ہاں بھی موجود ہے لیکن ایک آدمی جان بوجھ کر غلط راستہ اختیار کرتا ہے تو جتنا اللہ کا غضب اس پر بھڑکتا ہے اتنا اور کسی پر نہیں۔ یہ بعد کی جو تین آیتیں ہیں یہ بندہ اللہ سے مانگ رہا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ O غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ O اس حدیث قدسی کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ یہ میرے بندے کے لیے ہے، اس نے مجھ سے مانگا ہے اور میرے بندے نے جو مانگا ہے میں نے اس کو دے دیا۔

اس میں آپ ایک وضاحت کو سامنے رکھیے گا تو بات سمجھ میں آجائے گی ایک قسم کی دعائیں وہ ہوتی ہیں جو ہم دنیا کے لیے مانگتے ہیں ایک قسم کی دعائیں وہ ہیں جو آخرت کے لیے، ہدایت کے لیے، نیکی کی توفیق کے لیے مانگتے ہیں۔ جو دنیا کی دعائیں ہیں یہ آپس میں CLASH کرتی ہیں مثلاً کبھی دو آدمی انتخابات میں آمنے سامنے کھڑے ہیں بالفرض دونوں آدمی نیک ہوں نمازی ہوں، دونوں اللہ سے دعا مانگ رہے ہیں اللہ مجھے کامیاب کردے اللہ مجھے کامیاب کردے دونوں تو کامیاب نہیں ہوسکتے، ایک ہی ہوگا۔ اسی طرح کوئی آدمی دعا مانگ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دے دے۔ چونکہ یہ دنیا دارالاسباب ہے لہٰذا کسی کی جیب سے نکلے گا تو کسی کی جیب میں آئے گا ورنہ تو ممکن نہیں ہے۔ یہ ہماری دنیاوی دعائیں ایک دوسرے کی دعاؤں سے CLASH کرتی ہیں۔ اسی لیے دنیاوی دعاؤں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اگر دنیا کے لیے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں بہتری دیکھتا ہے تو من وعن انہی الفاظ میں قبول کرلیتا ہے اگر سمجھتا ہے کہ اس کے لیے اس میں بہتری نہیں ہے تو آخرت کا توشہ بنادیتا ہے۔ لیکن جو دعائیں آخرت کی ہیں وہ CLASH نہیں کرتیں ساری دنیا کے لوگ ہدایت کی دعا مانگنا شروع کردیں اور اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے دے تو بھی اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئے گی ہدایت سب کو تقسیم کرسکتا ہے لہٰذا وہاں کی جو دعائیں ہیں وہ قبول ہوتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا: وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ میرے بندے نے جو مانگا میں نے اس کو دے دیا۔ سورۃ العنکبوت کی آخری آیت اس میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم لازماً ان کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ جو بندہ اللہ سے آٹا، نوکری، پیسے وغیرہ کوئی چیز مانگ رہا ہے اس کو اللہ دے گا تو جو ہدایت مانگ رہا ہے اس کو نہیں دے گا؟ اس کو لازماً عطا فرمائے گا۔ اصل بات تلاش کرنے کی ہے۔

سورۂ فاتحہ کی یہ سات آیتیں ہیں اس کی بڑی اچھی مثال ایک ترازو کی ہے جو درمیان کی آیت ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یہ اس کی ڈنڈی ہے اور جیسے ترازو کی تین ہی لڑیاں ہوتی ہیں اسی طرح تین آیتیں اس طرف ہیں اور تین آیتیں اس طرف ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O یہ ایک پلڑا ہوگیا اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O یہ اس کی ڈنڈی ہوگئی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O یہ دوسرا پلڑا ہوگیا۔

اس میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ اے اللہ ان لوگوں کا راستہ ہمیں دکھا جن پر تیرا انعام ہوا۔ اب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ پورا قرآن مجید جو آگے آرہا ہے یہ اس کا جواب ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں ان لوگوں کا راستہ ملے جن پر اللہ کا انعام ہوا جن سے اللہ خوش ہوا تو اب یہ پورے قرآنِ مجید میں آگے موجود ہے۔ پورا قرآن مجید بھی اسی کا جواب ہے اور سورۃ البقرہ کے شروع میں تین قسم کے لوگوں کا کردار پیش کیا گیا ہے اس میں ان تینوں کا تذکرہ موجود ہے اور سورۃ النساء کی آیت نمبر 69 میں اس بات کو الفاظ میں بھی پیش کردیا گیا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ کا انعام ہوا، نبیّین کے ساتھ، صدیقین کے ساتھ، شہداء کے ساتھ اور صالحین کے ساتھ۔ یہ چار قسم کے لوگ ہیں جو منعم علیہ گروہ کہلاتے ہیں کہ ان لوگوں پر اللہ کا انعام ہے اکرام ہے: نبی، صدیق، شہید اور عام صالح مسلمان۔

قرآن مجید کا اگلا حصہ جو ہم پڑھیں گے وہ سارے کا سارا، ہماری اس اللہ کے سامنے عرض اور مناجات اور فریاد کا جواب ہے کہ اب یہ پورا قرآن مجید موجود ہے اس کو پڑھو اس سے

ہدایت حاصل کرو اور اگر تم اس منعم علیہ گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہو تو ہماری طرف سے ہدایت تمہارے پاس پہنچ چکی اِتمامِ حجت ہو چکا اب اس کو پڑھنا، سمجھنا، عمل کرنا یہ تمہارا کام ہے۔

سورۂ فاتحہ کی مختصر تشریح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ کے نام سے جو الرحمٰن ہے الرحیم ہے

اَللّٰہ یہ اسمِ مبارک اللہ کا ذاتی نام ہے، اس کے علاوہ اللہ کے ننانوے نام جو احادیث میں آئے ہیں وہ اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ جیسے ہمیں معلوم ہے کہ کسی شخص کا نام عبداللہ ہے تو یہ اس کا ذاتی نام ہے اس کے کچھ اوصاف ہیں جن پر اس کے صفاتی نام بھی ہیں جیسے وہ لمبا ہے خوبصورت ہے بہادر ہے اور عالم ہے زاہد ہے یہ اس کے صفاتی نام ہیں لیکن اس کا اصل اور ذاتی نام عبداللہ ہے۔ اسی طرح **اَللّٰہ** یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے باقی جو اللہ کے اسمائے گرامی و اسمائے حسنٰی ہیں وہ اس کے صفاتی نام ہیں الرحمٰن ہے، الرحیم ہے القدیر ہے السمیع ہے العلیم ہے الحکیم ہے یہ اللہ کے صفاتی نام ہیں۔

الرحمٰن یہ لفظ رحم سے بنا ہے اس کا مادہ رحم ہے اور **الرحیم** کا مادہ بھی رحم ہی ہے لیکن **الرحمٰن** میں ایک مبالغے کی صفت اور ہیجان کی کیفیت پائی جاتی ہے جبکہ **الرحیم** صفت مشبّہ ہے اس میں کسی چیز کا دوام اور ہمیشگی پائی جاتی ہے۔

انگریزی میں اس کا ایک بہت صحیح ترجمہ کیا گیا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اس اللہ کے نام سے جو THE MOST MERCIFUL TO BEGIN WITH , AND THE MOST MERCIFUL TO THE END۔

جب کسی کام کا آغاز کرنا ہوتا ہے تو اس میں ایک INERTIA ہوتا ہے MOMENTUM ہوتا ہے کسی کام کے ابتدا کرنے میں زور لگتا ہے...... تو اس کے لیے آغاز میں اللہ کا اسم مبارک **الرحمٰن** لائے ہیں جو اللہ کی رحمانی اور رحم کی ایک ہیجانی کیفیت کو ظاہر کر رہا ہے کہ تم بسم اللہ کرو اللہ پر بھروسہ کرو اس کام کا آغاز کرو بظاہر یہ مشکل لگ رہا ہے لیکن اللہ تمہاری مدد کرے گا اور یہ کام ہو جائے گا اور اس کے بعد **الرحیم** ہے کہ یہ کام شروع ہو کر بھی اسی کی رحمت اور کرم نوازی تمہارا ساتھ دیتی رہے گی یہاں تک کہ تم اس کو انجام تک پہنچا دو گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ساری تعریفیں، کل شکر اس اللہ کے لیے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔

پالنہار ہے۔رب کے معنی پالنہار، پروردگار، تربیت کنندہ، تربیت کرنے والا۔ربوبیت اور تربیت میں یہ چیز شامل ہے کہ زیرِ تربیت جو بھی شخص ہے اس کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے درجہ بدرجہ اس کو وہ تمام چیزیں مہیا (PROVIDE) کرتے چلے جانا یہاں تک کہ وہ درجہ کمال کو پہنچ جائے۔ جیسے آپ کا چھوٹا بچہ ہے آپ کو معلوم ہے کہ وہ ابھی K.G میں جارہا ہے پھر پریپ میں جائے گا، پھر پرائمری پاس کرے گا، پھر مڈل کرے گا، پھر ہائر سیکنڈری لیول پر جائے گا، پھر کالج میں جائے اور پھر یونیورسٹی میں جائے گا تو اس کی یہ ضروریات درجہ بدرجہ آپ کو معلوم ہیں یہی تربیت ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی اور تمام مخلوقات کی جو اس نے پیدا کی ہیں ان کی ضروریات کا ہم سے زیادہ واقف ہے اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو درجہ بدرجہ PROVIDE کر رہا ہے۔ جو چیز جس لیول پر آ کر کسی انسان کی یا کسی مخلوق کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اس کو پہلے سے فراہم کر دیتا ہے۔اس کی بہت سی مثالیں ہیں لیکن ایک مثال سب کے لیے عیاں ہے کہ پیٹرول دنیا میں آج سے تقریباً پون صدی پہلے دریافت ہوا ہے لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ یہ لاکھوں سالوں کے PROCESS کے نتیجے میں تیار ہوا ہے۔انسان کو پچھلی صدی کے آخر تک معلوم نہیں تھا کہ پیٹرول نام کی کوئی چیز ایجاد ہونی چاہیے تاکہ ہماری ضروریات پوری ہوں۔اللہ نے اسے ایک طویل عرصہ پہلے سے تیار کر رکھا تھا کہ ایک وقت آئے گا انسان کو اس کی ضرورت ہوگی۔ہم نے تو صرف دریافت کیا ہے کنویں کھود کر اس میں سے نکال رہے ہیں، پیدا تو نہیں کر رہے۔اللہ تعالیٰ ہماری ضروریات کا ہم سے بڑھ کر واقف ہے اور وہ ہماری ضروریات پوری کر رہا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ سارا شکر، ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کی تربیت فرما رہا ہے۔ادنیٰ درجے سے اعلیٰ درجے کی طرف لے کر جا رہا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا فرما رہا ہے۔ اَلرَّحۡمٰنِ وہ الرحمٰن ہے اَلرَّحِیۡمِ رحیم ہے۔

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ وہی سزا اور جزا کے دن کا مالک ہے۔

اس میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا اور وہ ہماری ضروریات کا خیال بھی رکھ رہا ہے، اس سے ہم کبھی کبھی دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ یہ چیز میری ضرورت کی ہے یا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں وہ مہیا فرما رہا ہے ہمیں دے رہا ہے ہماری ضروریات سے زیادہ

دے رہا ہے تو عام طور پر جو ذہن میں آتا ہے کہ اللہ کیوں دے رہا ہے کیوں ایسا کر رہا ہے؟ ایسا تو تبھی ہوتا ہے کہ کہیں کوئی کسی کی رعیت بیٹھا ہو کہ وہ جو فرمائش کرتا جا رہا ہے پوری ہوتی جا رہی ہے جو کہتا جا رہا ہے وہ ہو رہا ہے یا دنیا میں قرض خواہ اور مقروض کے درمیان کوئی ایسا رشتہ ہوتا ہے کہ وہ دھونس جما رہا ہے اس کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں لیکن اللہ پر معاذ اللہ ہمارا کوئی سابقہ احسان نہیں ہے، اللہ کے ذمے ہمارا کوئی قرض نہیں ہے کوئی لین دین نہیں ہے تو اللہ کیوں دے رہا ہے؟ اس کا جواب غور کرنے سے معلوم ہوگا اور آگے قرآن مجید میں اس کی تفاصیل آئیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس میں انسان کو بھیجا ہے لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سو کون اچھے عمل کرتا ہے)۔ یہ کائنات اللہ نے امتحان کے لیے بنائی ہے اس میں جو شخص زیادہ حیثیت والا یا زیادہ پیسے والا ہے اس کو بھی اللہ نے سب کچھ اس لیے دیا ہے کہ اس کو آزمائے اور جس کو تھوڑا دیا ہے ناپ تول کر دیا ہے روز کا روز اس کو دے رہا ہے اس کو بھی اس لیے دے رہا ہے کہ اس کو آزمائے۔ اس کے بعد فرمایا: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہ اس کا ایک نتیجہ نکلے گا۔ اس دنیا میں انسان کوئی شتر بے مہار نہیں ہے کہ جو چاہا کر لیا، جو چاہا کھا لیا پی لیا، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس طریقہ پر نہیں ہے۔ انسان مر کر خالق و مالک ہستی کے سامنے دوبارہ پیش ہوگا اور وہاں حساب کتاب ہے۔ اسی ہستی کے سامنے پیش ہوگا جس نے انسان کو پیدا کیا ہے، جس نے انسان کو صلاحیتیں دی ہیں، جس نے انسان کی ربوبیت اور تربیت فرمائی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کس انسان کو اس نے کتنی صلاحیتیں دی تھیں اور کون کون سے وسائل دنیا میں فراہم کیے تھے، اسی ہستی کے سامنے جا کر پیش ہونا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ سزا و جزا کے دن کا مالک ہے۔ انصاف کی کرسی پر اللہ تعالیٰ خود متمکن ہوں گے۔ لہٰذا کوئی آدمی جھوٹ نہیں بول سکتا کہ اے اللہ! میرے اندر تو صلاحیت نہیں تھی۔ اللہ جانتا ہے کہ صلاحیت تھی۔ اے اللہ میرے پاس تو وسائل نہیں تھے۔ اللہ جانتا ہے کہ کتنا کچھ تمہیں دیا تھا۔ لہٰذا وہاں جو کچھ ہوگا عین حقیقت کے مطابق ہوگا جو کچھ انسان کو دیا تھا اور جو کچھ اس کو وسائل مہیا کیے گئے تھے ان سب کے مطابق انسان کا محاسبہ ہوگا اور اگر انسان نے اچھا کام کیا ہوگا تو اچھا نتیجہ نکلے گا۔ ان چیزوں کا حق ادا کیا ہوگا تو کامیاب ہو جائے گا اور اگر حق ادا نہیں کیا ہوگا جیسا کہ مجھے ڈر ہے کہ ہم میں سے اکثر اسی حساب کتاب میں

آئیں گے تو پھر اپنے آپ کو اللہ کی سزا کا مستحق سمجھنا چاہیے۔ اس دن کا مالک وہ اللہ ہے۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یہ اللہ کے ساتھ قول وقرار ہے، ایک معاہدہ ہے۔ اے اللہ ہم صرف تیری بندگی کرتے ہیں اور کریں گے اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہیں گے۔ حال میں بھی مستقبل میں بھی ہم تیرے ساتھ وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم تیری بندگی کریں گے۔ اس میں بھی ہم اپنے ذاتی فیصلے کے مطابق کامیاب نہیں ہو سکتے اے اللہ آپ کی مدد چاہیے استعانت چاہیے توفیق چاہیے رہنمائی چاہیے اس میں بھی ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ بندے اور اللہ کے درمیان معاہدہ ہے اور حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہیں ھٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ایک معاہدہ ہے۔

اس کے بعد جو الفاظ ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یہاں سے ایک دُعا ہے، اپنی عاجزی کا اعتراف ہے۔ ایمانیات میں ہمارے ایمان کا سب سے اہم پہلو ایمان باللہ ہے یعنی اللہ کو ماننا کہ اللہ خالق ہے مالک ہے، دوسرا درجہ ایمان بالآخرت کا ہے کہ ایک دن آئے جس دن حساب کتاب ہوگا پیشی ہوگی اللہ کے سامنے ہر شخص کھڑا ہوگا جیسے انسان عدالت کے کٹہرے میں ہوتا ہے اور ایمان کا تیسرا درجہ ایمان بالرسالت ہے کہ اس آخرت کی تیاری کیسے کرنی ہے۔ عقل، فطرت اور اللہ نے جو صلاحیتیں ہمیں دی ہیں ان کے ذریعے سے ایک حد تک تو آدمی اللہ کو پہچان سکتا ہے اور آخرت کا کچھ نہ کچھ یقین پیدا کر سکتا ہے لیکن یہ زندگی گزارنی کیسے ہے اللہ کو کیسے راضی کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کیسے کرنی ہے اللہ کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس میں انسان پھر عاجز ہے چاہے عامی انسان ہو یا فلسفی اور بڑا مفکر ہو، بہت بڑا پڑھا لکھا آدمی ہو وہ بھی اتنا ہی اس کا ضرورت مند ہے کہ اس کو کوئی بتائے کہ یہ ہے سیدھا راستہ، یہ ہے وہ راستہ جو اللہ کو پسند ہے۔ اللہ نے یہ دعا ہمیں سکھائی ہے کہ تم چاہتے ہو کہ اس راستے پر چلو لہٰذا تمہارے لیے یہ دعا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اے اللہ! تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا، سیدھے راستے پر چلا اور ہمیں منزل تک پہنچا۔ ہدایت کے یہ تین درجے ہیں، جن کی تفصیل پہلے آ چکی ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ اے اللہ! راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا، جن سے تو خوش ہوا، جو اس راستے پر چلے جسے تو چلانا چاہتا ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر اے اللہ! تو ناراض ہوا، جن پر تیرا غضب ہوا۔ مغضوب علیہم وہ لوگ ہیں جن کو سیدھا راستہ مل گیا لیکن دنیاوی مفادات کی وجہ سے، حب عاجلہ کی وجہ سے، فوری فائدے کی وجہ سے، جیسے اردو کا محاورہ ہے" نو نقد نہ تیرہ ادھار، کس نے دیکھی ہے آخرت؟ اور کہاں ہوگا حساب کتاب اور جنت؟ لہٰذا اب جو فائدہ سمیٹنا ہے سمیٹ لو۔ کتنے لوگ اسی مزاج کے ہوتے ہیں آخرت کو بھلا کر دنیا کے پیچھے لگ گئے یہ ہیں وہ لوگ جو مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ شمار ہوتے ہیں اور اس کی سب سے بڑی مثال ایک SYMBOL کی حیثیت سے، اجتماعی حیثیت سے دنیا میں یہود ہیں۔ انفرادی حیثیت سے لوگ ہر جگہ پائیں جائیں گے لیکن اس کی ایک SYMBOL اور علامت کی حیثیت سے اس دنیا میں جو مشہور قوم ہے اور ان میں انبیاء کے ماننے والے ہیں وہ یہود ہیں۔

وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور اے اللہ! نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوگئے۔ گمراہ وہ ہے کہ اس کو بھی معلوم ہوگیا کہ سیدھا راستہ یہ ہے لیکن نادانی اور غفلت میں اس راستے سے کہیں غلط موڑ مڑ گیا۔ یہ کم تر درجہ ہے اس مثال عیسائی ہیں اور جو مَغْضُوْبِ عَلَيْهِم والا درجہ ہے کہ جانتے بوجھتے دنیاوی مفادات کی وجہ سے سیدھے راستے کو چھوڑ جانا کہ یہ مشکل راستہ ہے اس پر نہیں چلا جا سکتا دنیاوی مفادات حاصل کرو یہ سب سے زیادہ گھناؤنا راستہ ہے اس پر اللہ کا غضب سب سے زیادہ بھڑکتا ہے۔

آمِیْن ۔ اے اللہ! ایسا ہی ہو۔ آمین عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا لفظی ترجمہ ہے: ایسے ہی ہو۔

روم کا پہلا سفر

ساجد محمود مسلم

جناب ساجد محمود مسلم صاحب ایک صاحب قلم وقرطاس اور ملت کا درد رکھنے والے معلّم ہیں۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی سیرت پر ان کی کتاب ''سیرتِ امام المرسلین ﷺ'' ان کی عقیدت کا مظہر ہے، اس غیر مطبوعہ کتاب کے چند ابواب حکمت بالغہ فروری 16ء تا مارچ 18ء کے چند شماروں شائع ہو چکے ہیں۔اس سلسلہ کی اگلی قسط ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

چھٹی صدی عیسوی میں جزیرۃ العرب کا شمالی حصہ سلطنتِ روم کے قبضے میں تھا جسے عربوں کی زبان میں الشام کہا جاتا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی میں سلطنتِ روم دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی، مشرقی روم کو اس کے دارالحکومت بازنطین کی نسبت سے بازنطینی روم بھی کہا جاتا تھا۔ بعد میں بازنطینی شہنشاہ قسطنطین نے بازنطین کا نام اپنے نام پر قسطنطینیہ رکھ دیا تھا، جسے آج کل استانبول کہتے ہیں، جو کہ موجودہ ترکی کا دارالحکومت ہے۔

رسول اکرم ﷺ ابھی کمسن بچے ہی تھے کہ ایک بار آپ کے رحمدل چچا ابو طالب تجارتی قافلہ کے ساتھ روم (شام) کے سفر پر جانے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار فرمایا۔ آپ کے شفیق چچا انکار نہ کر سکے اور بھتیجے کو اپنے ساتھ لے کر قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رومی شہر بصریٰ پہنچ کر قافلے نے ایک نیک پرور عیسائی راہب بحیریٰ کے آستانے پر پڑاؤ ڈالا۔ تجارتی قافلے پہلے بھی یہاں پڑاؤ ڈالا کرتے تھے، مگر بحیریٰ راہب ان کی طرف کوئی خاص التفات نہیں کرتا تھا، مگر اب کی بار جیسے ہی قافلہ جا کے وہاں ٹھہرا، وہ راہب خود چل کر ان کے پاس آیا اور گرمجوشی سے ان کا استقبال کرنے لگا۔ مسافروں کے لیے یہ امر تعجب خیز تھا۔ آخر انہوں نے

اس بدلے ہوئے رویے کا سبب جاننے کی کوشش کی تو راہب نے بتایا: میں اس آستانے کی اوپر کی منزل میں محوِ عبادت تھا کہ میں نے آپ کا قافلہ دور سے آتے ہوئے دیکھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ قافلہ جس طرف جاتا تھا ایک گھنا بادل اس پر سایہ فگن رہتا۔ یہاں تک کہ جب قافلہ میرے آستانے کے باہر ٹھہر گیا تو بادل بھی یہیں رک گیا اور اس نے قافلے پر مسلسل سایہ کیے رکھا۔ یہ دیکھ کر میں جان گیا کہ قافلے میں کوئی غیر معمولی اور مکرم و محترم شخصیت شامل ہے، جس پر یوں اللہ کریم مہرباں ہے۔ پھر راہب بحیریٰ نے قافلے والوں کے لیے پرتکلف کھانا تیار کروایا اور انہیں تاکید کی کہ کوئی شخص اس دعوت میں شریک ہونے سے رہ نہ جائے۔ کھانے کے بعد راہب کھڑا ہوا اور رسول اکرم ﷺ سے ان کی عادات کے بارے میں مختلف سوالات کرنے لگا۔ نبی ﷺ کے جوابات سے راہب کو اپنے ذہن میں پلنے والے خیال کی مکمل تائید مل گئی اور وہ پکار اُٹھا کہ یہ ہاشمی لڑکا مستقبل میں نبی بننے والا ہے۔ مزید تصدیق کے لیے اس نے نبی ﷺ کے کندھے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہاں اس مہرِ نبوت کو ثبت پایا جس کا تذکرہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیوں میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد راہب نے جناب ابو طالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا آپ کا کیا لگتا ہے؟ انہوں نے از روئے شفقت کہہ دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اس پر راہب بولا کہ اس بچے کا باپ اس وقت زندہ نہیں ہوسکتا۔ تب ابو طالب نے کہا: جی یہ میرا بھتیجا ہے۔ راہب نے کہا کہ اس کے باپ کے بارے میں بتائیے۔ تب انہوں نے بتایا کہ اس کا باپ اس وقت فوت ہو گیا تھا جب یہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا۔ اس پر راہب کہنے لگا کہ آپ نے سچ کہا۔ آپ اپنے بھتیجے کو فوراً اس کے وطن واپس لے جائیں اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کریں کیونکہ اگر انہوں نے بھی ان میں وہ نشانیاں دیکھ لیں جو میں نے دیکھی ہیں تو وہ انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ تب جناب ابو طالب نے نبی ﷺ کو واپس مکہ بھیج دیا۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانف، ج 1، ص 348-345)

یہ واقعہ حدیث و سیرت کی متعدد اُمہات کتب میں قریب المعانی الفاظ کے ساتھ نقل ہوا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کوئی فرضی قصہ نہیں ہے بلکہ نفسِ واقعہ ضرور پیش آیا ہے۔ ہاں بیان کرنے والوں نے ترتیب واقعات میں کچھ ردوبدل کر دیا ہے۔ ہم نے اس واقعہ کی صرف

وہی باتیں ذکر کی ہیں جو اس موضوع کی اکثر روایات میں وارد ہوئی ہیں۔ البتہ ترتیب ہم نے وہ اختیار کی ہے جو منطقی ترتیب کے قریب ترین ہو سکتی ہے۔

یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک قوی دلیل ہے، اگرچہ آپ کی نبوت کا انحصار اس ایک واقعہ پر نہیں ہے، مگر کسی سچے واقعہ کو محض اس لیے رد کر دینا مناسب نہیں کہ معاندین اسلام اس واقعہ سے اپنے مطلب کے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ وہ تو قرآنی آیات تک کو اپنی مشقِ ستم کا نشانہ بنایا کرتے ہیں، تو کیا ہم قرآن سے ہی دستبردار ہو جائیں؟

جہاں یہ واقعہ سنداً قابل اعتماد ہے وہیں کچھ خارجی شہادتیں بھی منصۂ شہود پر آ چکی ہیں جو اس واقعہ کی صداقت کی گواہی دیتی ہیں۔ اس واقعہ میں شام کے جس شہر بصریٰ کا ذکر ہوا ہے، اس شہر کا تذکرہ دیگر احادیث میں بھی وارد ہوا ہے جن کا ذکر ہم نے رسول اکرم ﷺ کے میلاد مبارک کے باب میں بھی کیا ہے کہ سیّدنا آمنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ولادت کے وقت ان کے بدن سے ایک نور نکلا جس سے بصری کے محلات روشن ہو گئے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ ارضِ حجاز میں سے ایک آگ نہ نکلے جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ (صحیح البخاری، رقم 7118)

بصری شہر آج بھی قائم ہے جو دمشق کے جنوب مشرق میں واقع ہے اور ان دونوں شہروں کا درمیانی فضائی فاصلہ گوگل ارتھ کے مطابق 102 کلو میٹر کے لگ بھگ ہے۔ یونیسکو نے بصری کو ورلڈ ہیری ٹیج (عالمی ورثہ) قرار دیتے ہوئے اس کا تعارف یوں کرایا ہے:

Bosra, once the capital of the Roman province of Arabia, was an important stopover on the ancient caravan route to Mecca. A magnificent 2nd-century Roman theatre, early Christian ruins and several mosques are found within its great walls. (https://whc.unesco.org/en/list/22)

بصری بازنطینی روم کے صوبے عربیا پیٹرا کا صدر مقام اور مرکزی شہر تھا۔ تجارتی مرکز ہونے کی وجہ سے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت یہاں کا عام معمول تھا۔ تجارتی مرکز ہونے کے علاوہ

بصری کا ایک خاص امتیاز یہاں کا راہبانہ نظام تھا جسے یورپی اصطلاح میں آرک بشپ کہا جاتا ہے۔ یہ نظام راہبوں کی ترتیب فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر آرک بشپ صوبے بھر کے کلیساؤں اور راہبان کا نگران اور سربراہ ہوتا ہے۔ لہٰذا جس راہب بحیری کا مذکورہ واقعہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ کوئی راہ چلتا درویش یا خودمست مجنون نہیں تھا، بلکہ سیکڑوں راہبوں کا سردار تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحب علم راہب تھا۔ واقعہ میں بھی اشارہ موجود ہے کہ بحیری سابقہ انبیاء کی کتب کا بڑا عالم تھا جو آنے والے نبی کی سب نشانیوں سے آگاہ تھا۔ رومی تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بصری کے راہب عیسائیت کے آرتھوڈاکس فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ بصری میں پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کے قدیم کھنڈرات بھی دریافت ہوئے ہیں جن میں راہبوں کا ایک قدیم آستانہ بھی شامل ہے۔

بعض اسلامی تاریخی روایات میں راہب کا نام سرجیس اور بعض میں جرجیس بتایا گیا ہے۔ (الروضۃ الانف، السیرۃ الحلبیہ) ہمارا گمان یہ ہے کہ سرجیس یا جرجیس راہب بحیریٰ کا اپنا نام نہیں تھا بلکہ یہ راہبوں کے آستانے یا اس سے ملحق کلیسا کا نام ہوسکتا ہے، کیوں کہ سینٹ جرجیس اور سینٹ سرجیس دونوں قدیم بزرگ گزرے ہیں اور دمشق کے قرب و جوار میں ان ناموں کے کلیساؤں کے آثار آج بھی موجود ہیں۔

https://de.zxc.wiki/wiki/St.-Sarkis-Kathedrale_(Damaskus)

یاد رہے کہ اس موضوع کی تقریباً تمام روایات کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب ابوطالب نے راہب کا مشورہ مانتے ہوئے انہیں فوراً مکہ واپس روانہ کردیا۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ کی راہب بحیریٰ سے نہایت مختصر سی ملاقات ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں راہب نے تو فیضانِ رسالت سے ضرور کچھ پایا ہوگا مگر مستشرقین کا یہ دعویٰ کہ محمد ﷺ نے جو تعلیمات پیش کیں وہ اصل میں انہوں نے راہب بحیری سے سیکھی تھیں، دور کی کوڑی ڈھونڈ کے لانا ہے۔ اتنی مختصر سی ملاقات میں وہ تعلیمات سیکھنا ممکن ہی نہیں ہے جو نبی ﷺ نے پیش کی ہیں۔ یہ مستشرقین کی رائی کا پہاڑ بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

قسط نمبر 2

تربیتِ اولاد کے اسلامی اُصول

شیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں کو چند مفید نصیحتیں:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک ''حسن صحیح'' حدیث نقل کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کرکے اِرشاد فرمایا کہ اے بچے! میں تجھے کام کی چند باتیں سکھاتا ہوں:

1...... ((احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ)) یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاؤ اور اس کے منع کردہ کاموں کے ارتکاب سے بچو تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمھارا ہر طرح سے خیال رکھے گا۔

2...... ((احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تجَاهَكَ))

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کی حفاظت اور اس کے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی کا پورا خیال رکھو تو اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں کی اِصلاح فرمائے گا اور تم اپنی مدد کے لیے اسے ہر آڑے وقت میں تائید و نصرت سمیت اپنے سامنے پاؤ گے۔

3...... ((اِذَا سَئَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) ''جب تو کچھ مانگنا چاہے تو بس اللہ ہی سے مانگ اور جب تُو مدد طلب کرے تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کر۔''

اس سے مقصود یہ ہے کہ جب تمھیں دنیا و آخرت کے کاموں میں سے کسی کام سے

متعلق مدد درکار ہو تو اس کے لیے تمھیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلانا چاہیے اور خاص طور پر ایسے کاموں کے لیے تو صرف اور صرف اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جن میں اس کے سوا کوئی بھی تعاون و مدد کرنے کی طاقت وقدرت نہیں رکھتا، جیسے: بیماری سے شفا اور رزق میں کشادگی کی خواہش وطلب وغیرہ کے مسائل ہیں کیوں کہ ان مسائل کا تعلق ایسے اُمور کے ساتھ ہے جن کو اللہ رب العزت نے صرف اور صرف اپنی ذات کے ساتھ ہی خاص کر رکھا ہے۔ (امام نووی اور امام ہیثمی نے اس سے یہی معنی مراد لیا ہے)

4...... ((وَاعْلَمْ اَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَن يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلاَّ بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) ''اور اچھی طرح جان لو کہ اگر اُمت کے تمام افراد اکٹھے ہو کر تجھے کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف اسی چیز کا فائدہ پہنچا سکیں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے پہلے سے لکھ رہا ہے۔ اور اگر وہ سارے تجھے کسی نقصان سے دوچار کرنے پر مل جائیں تو وہ تجھے صرف اسی چیز میں نقصان پہنچا سکتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے پہلے سے مقدر کر رکھا ہے۔''

5...... ((رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ))

''قلم اُٹھا لیے گئے ہیں اور اوراق خشک ہو چکے ہیں۔'' (سنن ترمذی، رقم: ۲۵۱۶)

لیکن اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ''توکُّل علی اللہ'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان صرف یہی سوچ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے کہ چونکہ ہر آدمی کا مقدر تو روزِ اوّل ہی سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے لکھا جا چکا ہے اور اب جب کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا بھی کوئی اِمکان نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے تسلیم ورضا کا پیکر بن جائے اور اپنے حالات کو مادی اسباب کے ذریعے درست کرنے کے بجائے صرف اعتمادِ الٰہی کی بنیاد پر اپنی ہر قسم کی جدوجہد سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ بلکہ ''توکل علی اللہ'' کا مفہوم تو یہ ہے کہ ظاہری و مادی اسباب اِختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بزرگ وبرتر پر اپنے اعتماد اور بھروسے کا بھرپور اِظہار کیا جائے کیوں کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے ایک اونٹنی کے مالک سے اِرشاد فرمایا تھا: ((اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ)) (سنن

ترمذي) یعنی پہلے اس کے زانو کو باندھ، پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسے کا اِظہار کر۔

سنن ترمذی کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں مندرجہ ذیل نصیحتوں کا بھی اضافہ ہے (ملاحظہ ہو مستدرک حاکم، رقم: ۶۳۰۴):

6...... ((تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ))

یعنی اگر خوش حالی وآسودگی کے ایام میں تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق کو بھی ادا کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمھاری نجات کی راہیں ایسے وقت میں وافر مائے گا جب تم ہر طرف سے بدحالی ودرماندگی میں گھر چکے ہوگے۔

7...... ((وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ))

''اور خوب جان لو کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں محروم کردیا ہے، وہ چیز تمھیں کسی صورت بھی حاصل نہیں ہوسکے گی اور اگر وہ تمھیں کسی چیز سے بہرہ مند کرنے کا اِرادہ کرچکا ہے تو اس چیز کے تمھارے پاس پہنچنے میں کوئی شخص بھی کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنے کی قطعاً طاقت وہمت نہیں رکھتا۔''

8...... ((وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ))

''اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت صرف صبر وتحمل اور برداشت ہی کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے۔'' یعنی دشمن ہو، یا نفسانی خواہشات وجذبات، دونوں کا سر کچلنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے تائیدِ الٰہی کے حصول کا واحد ذریعہ صبر وتحمل اور ثبات وبرداشت ہی ہے۔

9...... ((وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ)) ''اور بے شک ہر تنگی کے بعد کشادگی بھی ہے۔''

یعنی اس بات کا یقین کرلو کہ اگر مومن مبتلائے رنج واَلم ہوتا ہے تو اس کے بعد اُسے مسرت وشادمانی کا دور دیکھنا بھی ضرور نصیب ہوتا ہے۔

10......((وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا)) ''اور یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔''

یعنی اگر مسلمان کو کبھی تنگی وعسرت کے ایک کٹھن مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے تو اسے اس کے بعد یقیناً سہولت وفراخی کے بھی کئی ایک مراحل میسر آئیں گے۔

حدیث سے ماخوذ چند اہم فوائد:

ا: سرورِ دو عالم ﷺ کی بچوں کے ساتھ بے پناہ اُلفت ومحبت کے اظہار کا بیان ہے۔

اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھانا اوران کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پیار بھرے انداز میں ''یا غلام!'' (اے بچے!) کہہ کرآواز دینا۔

۲: بچوں کواللہ تعالیٰ کی اِطاعت وفرماں برداری کی تلقین اوراس کی نافرمانی کے اِرتکاب سے بچے رہنے کی تنبیہ کرتے رہنا یقیناً ان کو دنیا وآخرت میں سعادت مندی سے بہرہ ور کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

۳: اگرکوئی بندۂ مومن آسودگی وفراخی، صحت وتندرستی اورتونگری وخوش حالی میں اللہ تعالیٰ اوراس کے بندوں کے حقوق وفرائض کی ادائیگی کا خیال رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے حالات میں نجات کی راہیں کھول دے گا جب وہ ہرطرف سے شدائدومحن اورمصائب وآلام میں گھر چکا ہوگا۔

۴: والدین اوراساتذہ، دونوں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے دلوں میں عقیدۂ توحید کواس طور پر راسخ ومضبوط کردیں کہ جب بھی ان کے دل میں کسی چیز کی طلب وخواہش پیدا ہو، یا ان کوکسی معاملے میں استعانت ومدد درکار ہوتو وہ اس کے لیے صرف اورصرف ربِ کائنات کے حضور ہی اپنے ہاتھوں کو پھیلائیں۔

۵: بچوں کے دلوں میں عقیدۂ ایمان کوبھی نہایت مستحکم بنیادوں پراستوار کرنے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں یہ بات ان کے علم میں لانی چاہیے کہ ایمان بالقدر (یعنی تقدیر پر ایمان لانا، خواہ وہ تقدیر انسان کے حق میں اچھی ہو یا بُری) ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

٦: سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِگرامی ((واعلم أن النصر مع الصبر، وأن الفرج مع الكرب، وأن مع العسر يسرا)) (خوب جان لوکہ اللہ کی تائیدونصرت صبروتحمل ہی کے ساتھ حاصل ہوسکتی ہے اور ہرتنگی کے بعد کشادگی ہے اور ہرمشکل کے ساتھ آسانی ہے) کی روشنی میں بچوں کی تربیت ایسے طور پر ہونی چاہیے کہ وہ اپنے ہرکام کے نیک انجام سے متعلق پُرامید ہوں کیوں کہ اس طرح وہ صرف یہی نہیں کہ آنے والے دنوں کے خطرات کا مقابلہ نہایت شجاعت وجواں مردی اور بھرپور قومی وملی جذبوں کے ساتھ کرنے کے قابل ہوسکیں گے، بلکہ ان کا وجود اُمتِ اسلامیہ کے لیے نہایت مفید وکارآمد بھی ثابت ہوگا۔ (جاری ہے)

دورِ فتن اور دجّالیت کے پس منظر میں

مطالعہ سورۃ الکہف اور فتنۂ دجّال

1

محمد نعمان اصغر

فیصل آباد

نبی اکرم ﷺ نے قربِ قیامت کی ایک بڑی علامت خروجِ دجال بھی بتائی ہے اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فتنۂ دجال کی ہولناکی سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ان میں سے ہر ایک نے اپنی قوم کو فتنۂ دجال سے آگاہ کیا ہے تو تم بھی اس سے آگاہ ہو جاؤ''۔ اور اب اس فتنے کا ظہور نزدیک ہے۔ آنحضور ﷺ نے دجال کے شر سے بچنے کے لیے سورۃ الکہف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ سورۃ الکہف اور فتنۂ دجال کے مابین تعلق پر مختلف تفاسیر کی روشنی میں یہ تحریر ہدیۂ قارئین ہے۔

سورۃ الکہف کا تعارف

حافظ ابن جریر طبری نے حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما سے اس سورۂ مبارکہ کا شانِ نزول نقل کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں یہود کے پاس بھیجا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں، انہیں محمد ﷺ کا پورا تعارف کراؤ، ان کی باتوں سے انہیں آگاہ کرو۔ یہود کے علماء نے قریش کو مشورہ دیا کہ محمد ﷺ سے تین سوال پوچھو۔ اگر وہ ان کا صحیح جواب دے دیں تو وہ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں وگرنہ ان کا نبوت کا دعویٰ غلط ہے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ وہ نوجوان کون تھے جنہوں نے شرک سے بچنے کے لیے اپنے شہر سے نکل کر کسی غار میں پناہ لی تھی؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ مہم جو کون تھا جس نے کرۂ ارض کے مشرق و مغرب میں سفر کیا؟ تیسرا

سوال تھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ تیسرے سوال کا جواب سورہ بنی اسرائیل میں دے دیا گیا جبکہ پہلے دوسوالوں کا جواب سورۃ الکہف میں دیا گیا۔ وہ نوجوان جنہوں نے غار کے اندر پناہ لی تھی وہ اصحابِ کہف کہلاتے ہیں یعنی غار والے۔ مشرق ومغرب کا سفر کرنے والا ذوالقرنین تھا۔ ان قصوں کا تذکرہ یہود ونصاری کے ہاں ملتا تھا اسی لیے انہوں نے ان سوالات کا انتخاب کیا تا کہ یہ بات کھل جائے کہ کیا محمد ﷺ واقعی اللہ کے نبی ہیں؟ اور کیا واقعی آپ کے پاس علم وحی ہے؟

ان سوالات کے جواب تفصیل کے ساتھ دینے کے علاوہ دوسری طرف اہل مکہ کو آئینہ دکھایا گیا کہ (1) اصحابِ کہف جس توحید کے قائل تھے قرآن مجید بھی اسی توحید کی دعوت دیتا ہے جسے تم قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ (2) اصحابِ کہف کے ساتھ ان کی قوم کا جو رویہ تھا، مسلمانوں کے ساتھ تمہارا بھی وہی رویہ ہے۔ (3) اصحاب کہف کا سینکڑوں سالوں بعد صحیح سلامت جسموں کے ساتھ بیدار ہونا بعث بعد الموت کی دلیل ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو۔

سورۃ الکہف مکی ہے۔ اس کی ایک سو دس آیات اور بارہ رکوع ہیں۔

سورۃ الکہف کے فضائل

اس سورۂ مبارکہ کی احادیث میں بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

(1) حضرت ابو درداؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لے تو اسے دجال سے بچا لیا جائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)۔

(2) حضرت نواس بن سمعانؓ کی طویل روایت میں دجال کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے (دجال کو) دیکھو تو سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات پڑھو۔ (صحیح مسلم)

(3) جو شخص جمعۃ المبارک کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا تو آئندہ جمعہ تک اس کے لیے ایک خاص نور (نور ایمان وبصیرت) رہے گا۔ (مستدرک حاکم)

(4) حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب ایک گھوڑا دو مضبوط رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ پس بادل کے ٹکڑے نے اس کو ڈھانپ لیا اور وہ اس کے قریب تر ہونے لگا جبکہ اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ سکینت

(سکون / تسلی) تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی‘‘۔ (مشکوۃ المصابیح)

سورۃ الکہف کے مضامین پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جس میں کفار کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم وستم اور مزاحمت نے شدت اختیار کر لی تھی، مگر ابھی ہجرت حبشہ نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت جو مسلمان ستائے جا رہے تھے انہیں اصحابِ کہف کا قصہ سنایا گیا اور ان کی ہمت بندھائی گئی تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اپنا ایمان بچانے کے لیے اس سے پہلے اہل ایمان کیا کچھ کر چکے ہیں۔

سورۃ الکہف کی خصوصیات

سورۃ الکہف مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

- اس کی تلاوت سے قلوب واذہان منور ہو جاتے ہیں۔
- دل ودماغ اور ماحول پر سکینت نازل ہوتی ہے۔
- اس سے بصیرت اور دور اندیشی نصیب ہوتی ہے۔
- دجالیت کے جھوٹے پروپیگنڈوں کی حقیقت کھلتی ہے۔
- شیطانی شعبدہ بازیوں کی سمجھ آتی ہے۔
- دجالی قوتوں کی منفی چالوں سے آگاہی ملتی ہے۔
- دجالیت کے زہریلے اثرات میں کمی آتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین وتوکل نصیب ہوتا ہے۔
- مادیت پرستی کی گمراہیوں سے حفاظت ہوتی ہے۔
- شیطانی قوتوں سے نفرت اور بغاوت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی مدد کا یقین پیدا ہوتا ہے۔
- باطل قوتوں سے ٹکر لینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کا شوق بیدار رہتا ہے۔
- اس کی نورانیت سے دجالیت کی گمراہیوں کے اندھیرے چھٹتے ہیں۔
- اس کے ساتھ گہرے ربط کی بدولت شیطانی اثرات سے پناہ ملتی ہے۔

''مطالعہ سورۃ الکہف'' کی ترتیب

☆ ''مطالعہ سورۃ الکہف'' میں مندرجہ ذیل تفاسیر سے بوقت ضرورت استفادہ کیا گیا ہے۔

- تفسیر عثمانی — از شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ
- تفہیم القرآن — از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- فی ظلال القرآن — از سید قطب شہیدؒ
- بیان القرآن — از ڈاکٹر اسرار احمدؒ
- تدبر قرآن — از مولانا امین احسن اصلاحیؒ
- احسن البیان — از حافظ صلاح الدین یوسفؒ
- ضیاء القرآن — از پیر محمد کرم شاہ الازہری
- اشرف الحواشی — از شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاحؒ
- آسان ترجمہ قرآن — از مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ تعالی

☆ ترجمہ کے ضمن میں سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کا عام فہم ترجمہ اختیار کیا گیا ہے۔

☆ سورۃ الکہف کے مطالعہ میں ہر آیت تین حصوں پر مشتمل ہے:

اوّلاً......آیت مبارکہ کا ترجمہ۔ ثانیاً......آیت مبارکہ کی مختصر تشریح اور مفہوم۔

ثالثاً......آیت مبارکہ سے اخذ شدہ سبق۔ بالخصوص دجالیت کے پس منظر میں اس آیت مبارکہ سے رہنمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ①

''تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے ﷺ پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی''۔

اس سورۂ مبارکہ کا آغاز نہایت پر اعتماد اور فیصلہ کن انداز میں ہو رہا ہے کہ تمام تعریف اور شکر کی مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے اپنے محبوب اور کامل ترین بندے حضرت محمد ﷺ پر اعلیٰ ترین کتاب قرآن مجید نازل فرمائی۔ قرآن مجید کے نزول سے زمین والوں کو سب

سے بڑی نعمت سے مشرف فرمایا۔قرآن مجید کی عبارت سلیس و فصیح ،اسلوب انتہائی مؤثر وشگفتہ اور تعلیم نہات متوسط ومعتدل ہے جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے۔ اس میں کوئی افراط وتفریط نہیں ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو حق و صداقت سے ہٹی ہوئی ہو جس کو ماننے میں کسی راست پسند انسان کو کوئی تامل ہو۔اس میں کوئی اختلاف اور تضاد نہیں ہے اور یہی اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس کے دلائل عقل وفطرت اور آفاق وانفس کے ہر گوشے میں موجود ہیں۔جن سے کوئی عقل سلیم رکھنے والا اِعراض نہیں کرسکتا۔

سبق/دجالیت:

سورۃ الکہف کا فتنۂ دجال کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔قرآن مجید ہر قسم کی کجی اور ٹیڑھ سے محفوظ ہے۔ چنانچہ فکری اور عملی ارتداد سے بچنے کے لیے اس سے گہرا تعلق ضروری ہے۔ قرآن مجید سے دوری اور اِعراض بے شمار گمراہیوں کا باعث ہے جن کی لپیٹ میں اس وقت دنیا آئی ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص کتابُ اللہ کی پیروی کرے گا وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں تکلیف اٹھائے گا''۔ (مستدرک حاکم)۔قرآن مجید دورِ فتن میں مومنین کا بڑا سہارا ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنہ اور شر ہوگا۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' حذیفہ اللہ کی کتاب کو پڑھو اور جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کرو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔(سنن ابوداؤد)

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾

''ٹھیک ٹھیک سیدھی کہنے والی کتاب ،تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کردے اور ایمان لاکر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دے دے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے''۔

(1) ''قَیِّمًا'' کے مفہوم کے بارے میں مختلف آراء ہیں: ☆بعض نے اس سے مرادصراطِ مستقیم لیا ہے یعنی سیدھا راستہ۔ گویا یہ سابقہ آیت مبارکہ کے مضمون ہی کی تاکید ہے یعنی قرآن مجید میں کتنا ہی غور کرلو اس میں بال برابر بھی کجی (ٹیڑھا پن) نہیں پاؤ گے۔مزید برآں قرآن مجید کی پیروی کرنے والا انسان ہی صراطِ مستقیم پر گامزن ہوتا ہے۔قرآن مجید میں راہِ اعتدال سے کوئی انحراف نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی پیروی کرنا تمام گمراہیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور اس سے منہ موڑنا تمام گمراہیوں کا سبب ہے۔☆بعض کے خیال میں اس سے مراد محافظت و نگہبانی ہے یعنی قرآن مجید سابقہ کتب سماویہ کی صحت وصداقت پر مہر کرنے والا اور ان کی اصولی تعلیمات کو دنیا میں قائم رکھنے والا ہے۔اس حوالے سے قرآن مجید کو مُھَیۡمِن (نگہبان و نگران) بھی کہا گیا ہے۔☆ایک رائے کے مطابق اس سے مراد ہے کہ قرآن مجید بندوں کی تمام مصالح کا متکفل (بھلائیوں کی فراہمی کا ذریعہ) اور ان کی معاش و معاد (دنیا و آخرت) کو درست کرنے والا ہے۔

(2) انسانیت کو ایک بڑی آفت سے خبردار کرنا نزولِ قرآن مجید کا پہلا مقصد ہے۔اس بڑی آفت کو قرآن مجید نے ''بَاۡسًا'' کہا ہے جس کے مختلف معانی بیان کیے جاتے ہیں: ☆قرآن مجید کی تکذیب کرنے اور اس پر ایمان نہ لانے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آنے والا سخت ترین عذاب اور آخرت میں دی جانے والی شدید ترین سزا ہے۔☆''بَاۡسًا'' کا لفظ اگر واحد استعمال ہوا ہو تو اس سے مراد جنگ ہے اور جمع کی صورت میں اس سے مراد سختی، مصیبت، بھوک اور تکلیف ہے۔اگر اس کا مفہوم جنگ لیا جائے تو حدیث کے مطابق یہ ''الملحمۃ العظمیٰ'' یعنی بہت بڑی جنگ ہے۔عیسائی روایت میں اسے ہرمجدون یعنی آرمیگڈن (Armageddon) کہا گیا ہے، جسے دنیا کے اختتام یعنی قیامت سے پہلے ہونے والی انسانی تاریخ کی عظیم ترین جنگ سمجھا جاتا ہے۔ یہ جنگ نیکی اور بدی کی قوتوں کے درمیان لڑی جائے گی جس میں نیکی کی قوتوں کی فتح اور بدی کی قوتوں کی شکست ہوگی۔اس جنگ کے بعد پوری دنیا میں حق کا مکمل غلبہ ہوگا۔☆ دجل سے مراد دھوکہ، مکروفریب اور ملمع سازی ہے جو دیکھنے والے کو دھوکے میں مبتلا کر دے۔دجال دھوکے باز اور فریبی شخص کو کہتے ہیں۔اس سے مراد نبوت کا جھوٹا مدعی (دعویٰ کرنے والا) ہے جس کو حدیث میں دجال اور کذاب کہا گیا ہے۔ایسے افراد کی تعداد حدیث کے مطابق تیس سے زائد ہوگی۔

مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔ آپ قیامت سے قبل دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے لیکن آپ کی آمد سے قبل جو شخص مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا وہ مسیح دجال ہے۔ ☆ اس سے مراد فتنۂ دجال بھی ہوسکتا ہے جس کو حدیث مبارکہ میں تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک سب سے بڑا امر (فتنہ) قرار دیا گیا ہے۔ گویا فتنۂ دجال انسانی تاریخ کا سب سے بڑا فتنہ ہے جس کی سنگینی اور ہلاکت خیزی کے سامنے دیگر فتنے حقیر ہوں گے۔ ☆ دجالیت سے مراد مادہ پرستی کا دجالی فتنہ ہے۔ آج لوگوں کے قلوب و اذہان، نظریات و افکار اور اخلاق و اقدار پر مادیت پرستی کا ایسا غلبہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو بھول چکا ہے اور اسباب پر توکل کرتا ہے۔ آخرت کو فراموش کر چکا ہے اور دنیا کی محبت میں گرفتار ہے۔ روح کے تقاضوں سے غافل ہے اور مادی جسم کی آسائشوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ فکرونظر کی یہ کجی بہت بڑی دنیاوی تباہی کا ذریعہ بنے گی اور اس کے تباہ کن اُخروی نتائج ہوں گے۔

(3) نزولِ قرآن مجید کا دوسرا مقصد ایمان لانے اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو بہترین اجر یعنی جنت کی لازوال نعمتوں کی طرف متوجہ کرنا اور خوش خبری دینا ہے۔

سبق/دجالیت:

قرآن مجید انسان کو اس کے مقصد تخلیق سے آگاہ کرتا ہے۔ ایمان اور عمل صالح زندگی کے اس مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایمان و یقین میں گہرائی پیدا کی جائے اور اسے حقیقی ایمان کا روپ دینے کی کوشش کی جائے۔ قرآن مجید ایمان کی تروتازگی، مضبوطی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمل صالح پر دوام اختیار کیا جائے۔ ایمان و عمل صالح فتنۂ دجال سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ﴿٣﴾

”جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے“۔

یہ ایمان اور عمل صالح کا اُخروی انجام ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور راہِ حق پر چل پڑے اور اپنے نظریات کی صداقت پر اعمالِ حسنہ سے گواہی دی، ان کے لیے خوش خبری ہے کہ وہ تکالیف سے مت گھبرائیں، ثابت قدمی سے آگے بڑھتے چلے جائیں، رحمت

خداوندی نے ان کے لیے جنت کی سدابہار نعمتیں تیار رکھی ہیں، ایسی جنت جوان کے بلند حوصلوں کے شایانِ شان ہوگی، جہاں مومنین کو دائمی خوشی اور ابدی راحت ملے گی۔ دنیا امتحان میں قیام بھی عارضی ہے اور آرام وسکون بھی اور اس کی نعمتیں بھی۔ حدیث مبارکہ میں دنیا کو دارِفانی (عارضی گھر) اور جنت کو دارُالخلد (اَبدی گھر) قرار دیا گیا ہے۔ دارفانی کی محبت کا دل سے نکل جانا اور دارُالخلد کی محبت عطا ہوجانا ہدایت اور اسلام پر انشراحِ صدر کی علامت ہے۔

سبق/دجالیت:

دجالیت مادیت پرستی ہے جو انسان کو دنیا پرست بناتی ہے اور دنیا کی نعمتوں کا دلدادہ بناتی ہے، آخرت اور اس کی نعمتوں سے غافل کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور غیبی حقائق پر جتنا پختہ یقین ہوگا اور جس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل ہوگا، انسان کی نگاہ میں اس فانی دنیا کی قدر و قیمت اتنی کم ہوتی جائے گی اور آخرت کی محبت اتنی زیادہ ہوتی جائے گی۔ جس طرح دنیاوی مال واسباب کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا چاہیے اسی طرح دنیا کی عارضی وفانی نعمتوں کی بجائے جنت کی ابدی و اعلیٰ نعمتوں کی فکر وتیاری کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنے والا شخص فتنۂ دجال سے بچ جائے گا۔ حضرت ہشام بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دجال کے سر کے بال پیچھے سے گھنگھریالے ہوں گے۔ جس آدمی نے اس سے کہا کہ تو میرا رب ہے وہ فتنے میں مبتلا ہوجائے گا لیکن جس نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور میں اسی (اللہ تعالیٰ) پر توکل کرتا ہوں تو دجال اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یا فرمایا کہ اس پر کوئی فتنہ نہیں ہو گا“۔ (مسند احمد۔ ضعیف)

وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾

”اور ان لوگوں کو ڈرادے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے“۔

(1) نزولِ قرآن کا تیسرا مقصد ان لوگوں کو ڈرانا بھی ہے جنہوں نے شرکیہ عقائد اختیار کیے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرنے میں سب سے مشہور اور پیش پیش نصاریٰ ہیں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا، یہود نے بھی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور

مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مقرر کر کے ان کی عبادت شروع کردی۔ ان کی شفاعت کے اعتماد پر اللہ تعالیٰ سے بے پرواہی اختیار کی۔

(2) موجودہ تہذیب کی گمراہی کی وجہ عیسائیوں کے باطل عقائد ہیں جن کی وجہ سے مذہب بیزاری پیدا ہوئی اور احیائے علوم نے مادیت پرستی کا رخ اختیار کرلیا۔ اس مادیت پرستی نے انہیں اللہ، روح اور آخرت سے اندھا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب (West) میں ایک ایسی تہذیب پروان چڑھی جس کی گھٹی میں مذہب بیزاری ہے۔ عیسائیت کے باطل عقائد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابن اللہ کا تصور، کفارے کا عقیدہ، شریعت ساقط کرنے اور پوپ کو تمام مذہبی اختیارات دینا شامل ہیں۔ ان عقائد کی وجہ سے عوام میں مذہب کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اسلام یورپ میں داخل ہو چکا تھا اور ہسپانیہ (سپین) میں مسلمانوں کے زیر اثر جدید علوم کو فروغ ملا تو فرانس، اٹلی اور جرمنی سے بے شمار نوجوانوں نے قرطبہ، غرناطہ اور طلیطلہ کی یونیورسٹیوں میں داخلہ لیا۔ یہ نوجوان تحصیل علم کے بعد اپنے اپنے ممالک واپس گئے تو احیائے علوم (Renaissance) کی تحریک شروع ہوئی۔ لوگ جدید علوم کی طرف راغب ہوئے تو معاشرے میں پہلے سے موجود مذہب دشمنی خود بخود اس تحریک میں شامل ہوگئی۔ کلیسا کی طرف سے بے جا سختی نے مذہب بیزاری اور خدا سے بیگانگی پیدا کردی۔

سبق/دجالیت:

دجال کے اصل پیروکار عیسائی اور یہودی ہوں گے۔ یہی لوگ دجالیت کے علمبردار ہوں گے۔ ان کی پیروی اور نقالی کرنے والے بھی دجالیت کا شکار ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہود و نصاریٰ سے نہ دلی دوستی رکھی جائے اور نہ ان کے قانون اور نظام کو اپنایا جائے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝٥

"اس بات کا نہ انہیں علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو تھا۔ بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ محض جھوٹ بکتے ہیں"۔

یہود و نصاریٰ کے باپ دادا نے جہالت کی بنیاد شرکیہ عقائد اختیار کیے اور ضد اور لاعلمی

کی وجہ سے بعد میں آنے والوں نے ان کی تقلید کی ہے۔ کوئی تحقیقی اور علمی اصول ان کے پاس نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے ہاتھ میں تھا جس کی اندھی تقلید کر کے یہ ایسی بھاری بات زبان سے نکال رہے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے عقیدے کے لیے ''کَبُـرَتْ'' کے الفاظ بیان کیے ہیں جس کا مطلب ہے قابل مذمت شے۔ یہ اتنی بڑی گستاخی کی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت کی کچھ خبر نہیں ہے جس کے باعث ایسی گستاخی کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت و بہتان ہے جو اس کی غیرت کو چیلنج ہے۔ اگر یہ لوگ اپنی گستاخیوں سے باز نہ آئے تو برے انجام سے دوچار ہوں گے۔

سبق/ دجالیت:

دجل سے مراد جھوٹ، دھوکا اور فریب ہے۔ دجل ظاہر سے متاثر ہو جانے کو کہتے ہیں۔ آج کی دجالی تہذیب ان ہی بنیادوں پر کھڑی ہے۔ اس تہذیب کا سب سے نمایاں وصف جھوٹ اور فریب ہے جس نے افراد سے لے کر حکومتوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ فریبی باتوں اور نعروں کے ذریعے دجالی ایجنڈہ آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ ظہورِ دجال سے قبل جھوٹ اور مکرو فریب عام ہو جائے گا۔ حقیقت نگاہوں سے اوجھل کر دی گئی ہے اور دھوکے اور فریب کو دنیا کی نگاہ میں حقیقت بنا کر دکھایا جا رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک فتنے ظاہر نہ ہو جائیں۔ جھوٹ زیادہ نہ ہو جائے۔ بازار قریب نہ آ جائیں۔ وقت تیزی سے نہ گزرے اور ہرج (قتل) زیادہ نہ ہو جائے'' (السلسۃ الصحیحۃ)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال سے پہلے مکر و فریب والے سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا'' (سنن ابن ماجہ)۔ یہ صورت حال بالفعل پیدا ہو چکی ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿٦﴾

''(اچھا، تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو، اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے''۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ رنج و غم نہ

کریں۔ یہ اگر ہدایت پر نہیں آتے تو کمی آپ کی تبلیغ میں نہیں ہے۔ ان کی ضد اور تعصب کی وجہ سے ان کے مقدر میں ہدایت سے محرومی اور گمراہی لکھ دی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کفار کے انکار پر آپ ﷺ کس قدر صدمے میں تھے۔ کفار نہ صرف انکار کر رہے تھے بلکہ مذاق بھی اُڑاتے تھے۔ اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کی رأفت و رحمت کا یہ حال ہے کہ آپ ﷺ انہیں ہلاکت سے بچانے کے لیے بے چین ہیں، ان کی ہدایت کے لیے دن کو مشقت اور رات کو رو رو کر دعائیں کی جارہی ہیں، آپ انہیں اخلاقی پستی سے نکالنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے تھے لیکن وہ اس سے نکلنے کو تیار نہ تھے۔ اس کیفیت کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ میں تمہیں دامن سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو (متفق علیہ)۔ اس کا تصور آپ ﷺ کو رنجیدہ و غمناک کیے ہوئے تھا۔ ''**بهٰذا الحديث**'' سے مراد قرآن مجید ہے جس پر ایمان لانے کی دعوت دی جارہی ہے۔

سبق / دجالیت:

نصاریٰ کے باطل عقائد سے دین بیزاری پیدا ہوئی اور نوعِ انسانی نے وحی الٰہی سے منہ موڑ لیا اور یوں موجودہ دجالیت کی بنیاد پڑی۔ اس گمراہی نے پہلے مغربی معاشروں اور پھر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مستقبل میں اس کے جو بھیانک نتائج نکلنے والے ہیں اس کے تصور سے نبی اکرم ﷺ پر شدید دباؤ تھا۔ آپ سمجھتے تھے کہ اگر یہ لوگ قرآن مجید پر ایمان نہ لائے تو ان کی دنیا اور آخرت برباد ہو جائے گی۔ یہ وہ غم تھا جو آپ ﷺ کو انتہائی پریشان کیے جا رہا تھا۔ غالبًا اسی طرح کے احساسات کی ترجمانی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روؤ اور کم ہنسو''۔ (صحیح بخاری)

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾

''یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے''۔

اس میں ایک طرف نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ یہ باغ و

بہار، یہ مرغزار و کوہسار، یہ بہتے ہوئے دریا اور پھیلے ہوئے صحرا، یہ سب کچھ اس لیے نہیں ہے کہ اس میں لوگ کھو جائیں اور من مانی زندگی گزار کر رخصت جائیں۔ یہ سب کچھ آزمائش ہے جس میں کامیاب ہونے والے بھی ہیں اور ناکام ہونے والے بھی۔ لہٰذا جو لوگ کفر اور شرک کر کے ناکام ہو رہے ہیں ان کے برے انجام پر افسوس نہ کریں۔ یہ لوگ دین حق کو جھٹلا کر اپنے برے انجام کے خود ذمہ دار ہیں۔ دوسری طرف منکرین حق سے خطاب ہے کہ یہ جو سروسامان تم زمین پر دیکھ رہے ہو اور جس کی دل فریبی نے تمہاری آنکھیں بند کی ہوئی ہیں یہ ایک عارضی زینت ہے جو محض آزمائش میں ڈالنے کے لیے کی گئی ہے۔ یہ تو صرف اس لیے ہے کہ کون دنیا کی سج دھج کی طرف دوڑتا ہے اور کون اس کو چھوڑ کر آخرت کا طلب گار بنتا ہے؟ کون اس کے حسن میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی اطاعت بھول جاتا ہے اور کسے دنیا کی ترغیبات اس کے رب سے غافل نہیں کرتیں؟ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے لیکن مقصد یہ ہے کہ عملاً ان باتوں کا صدور ان سے ہو جائے۔ یہ ظاہر ہو جائے کہ زندگی میں کون ہے جو احسن رویہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے چہرے پر حسن و زیبائی کا پردہ ڈال دیا ہے۔ اس کے مال و اولاد، اس کے کھیتوں کھلیانوں، اس کی کاروں اور کوٹھیوں، اس کے باغوں اور چمنوں، اس کے محلوں اور ایوانوں، اس کی وزارتوں اور صدارتوں میں بڑی کشش اور دل فریبی ہے۔ اس کی لذتیں نقد اور عاجل ہیں اور اس کی تلخیاں پس پردہ ہیں۔ اس کے مقابلے میں آخرت کی تمام کامیابیاں ادھار ہیں۔ اس کے طالبوں کو اس کی خاطر بے شمار مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ اس امتحان میں پورا اُترنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ اس میں پورا وہی اُتریں گے جن کی بصیرت اتنی گہری ہوگی کہ دنیا ان کے سامنے کتنی ہی خوبصورت بن جائے، وہ اس کی طلب و عشق میں پھنس کر آخرت کے ابدی انعام کو قربان کرنے پر کبھی بھی تیار نہیں ہوں گے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنی عقل و دل کی آنکھیں اندھی کر لی ہیں اور اپنی خواہشات کے پرستار بن کے رہ گئے ہیں، وہ دنیا کے نقد کو آخرت کے ادھار پر قربان کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حق ہونے پر گواہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا کہ ''اَحْسَنُ عَمَلاً'' سے مراد کون سے لوگ ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَحْسَنُكُمْ عَقْلاً وَ اَوْرَعُكُمْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَ اَسْرَعُكُمْ فِيْ طَاعَتِهٖ سبحانه'' یعنی

جس کی سمجھ اچھی ہو اور حرام سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا ہو۔ گویا کہ ان اوصاف کے حامل اہل ایمان ''بہتر عمل'' کرنے والوں کے زمرے میں آئیں گے۔

سبق/دجالیت:

دنیاوی زیب و زینت اور اس کا دھوکا وفریب سورۃ الکہف کا مرکزی مضمون ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث زیب و زینت کا یہ فتنہ اس وقت اپنے عروج پر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنے سے بالخصوص خبردار فرمایا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز کا اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی رونق اور اس کی زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا'' (متفق علیہ)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا شیریں اور سرسبز ہے، بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے۔ وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو'' (صحیح مسلم)۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب دین کے ٹکڑے کر دیے جائیں گے، زیب وزینت عام ہو جائے گی، بلند مکانات تعمیر ہوں گے'' (السلسلۃ الصحیحۃ)۔ دنیا کی یہ رنگینی امریکہ اور یورپ میں اپنی انتہاؤں پر ہے اس سے بعض مسلمان بھی مرعوب ہیں وہ اسی ترقی کی بنا پر انہیں کامیاب و کامران سمجھتے ہیں انہی کی پیروی کو اپنی دنیاوی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور دینی پابندیوں کو دنیاوی ترقی میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں حالانکہ اس زوال کی وجہ اپنی ذاتی واجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے دین سے دوری ہے۔ اسی دھوکے کا نام دجالیت ہے جو دنیا میں چھا چکا ہے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨

''آخر کار اس سب کو ہم ایک چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں''۔

یہ دنیا ایک عارضی قیام گاہ اور امتحان گاہ ہے جس روز یہ امتحان ختم ہو جائے گا اسی روز یہ ساری عیش کی بساط اُلٹ دی جائے گی یہ دنیا اپنی تمام رونقوں سمیت فنا ہو کر چٹیل اور ہموار میدان بن جائے گی نہ کوئی مکان باقی رہے گا نہ باغ، نہ سبزہ نہ جانور نہ آدمی۔ اس وقت زمین ایسے کھیت کا

منظر پیش کر رہی ہوگی جس کی فصل کٹ گئی ہوگی اور بچا کھچا چورا باقی ہوگا سب رونق اور چمک دمک ختم کر دی جائے گی۔ یہ ہے اس غافل کر دینے والی عارضی دنیا کا انجام۔ لہٰذا وہ لوگ احمق ہیں جو اس فانی دنیا اور اس کی نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔

سبق/ دجالیت:

(1) آج دنیا اپنی مادی ترقی کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ یہ ترقی انسان کو مدہوش کر رہی ہے اور انسان اسی دنیا کو جنت بنانے کی فکر میں ہے۔ جو لوگ اس کے بناؤ سنگار اور زینت پر فریفتہ ہو رہے ہیں اور اس میں مگن و مست ہیں وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ کوئی باقی رہنے والی چیز نہیں ہے۔ یہ دنیا اپنی تمام تر دل فریبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ عنقریب فنا ہونے والی ہے اور بڑی تیزی سے اس طرف بڑھ رہی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جسے اس کے اوّل سے آخر تک پھاڑ دیا گیا ہو اور وہ اپنے آخر میں ایک دھاگے کے ساتھ معلق ہو۔ قریب ہے کہ وہ دھاگہ بھی ٹوٹ جائے''۔ (سنن بیہقی)۔ گویا دنیا اپنے خاتمے کے قریب پہنچا ہی چاہتی ہے۔

(2) انسان چاہے دنیا کا ساز و سامان کتنا ہی اکٹھا کر لے مادی ترقی اور ٹیکنالوجی سے ساری زمین کو لالہ و گلزار بنا دے تعیّشات سے دنیا کو جنت نظیر بنا ڈالے، جب تک آسمانی ہدایت اور روحانی دولت نہ ہوگی حقیقی سرور و طمانیت اور ابدی نجات و فلاح نہ مل سکے گی۔ اخروی و دائمی کامیابی صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر اس عارضی دنیا کی تمام خوشیوں کو قربان کر سکیں، جو راہ حق کی کسی صعوبت سے نہ گھبرائیں اور جن کے قدم کسی ظالم و جابر کے سامنے نہ ڈگمگائیں۔ اسی سلسلے میں اصحاب کہف کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ (جاری ہے)

جَمِیعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْآنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَتْ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

(سارا علم قرآن مجید میں موجود ہے لیکن لوگوں کی فہم اس سے قاصر ہے)

بدلتا ہوا سعودی عرب

ولی عہد محمد بن سلمان کا وژن 2030ء کیا ہے؟

ابوفیصل محمد منظور انور

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ یعنی قربِ قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ عرب ہلاک ہوجائیں گے۔ اس وقت عرب کے حالات پر غور کیا جائے تو لگتا ہے کہ قربِ قیامت کی یہ نشانی بھی پوری ہونے والی ہے۔

موجودہ سعودی عرب کی جدید مملکت کی بنیاد 1932ء میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن نے رکھی تھی جسے ابن سعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 1917ء میں معاہدہ بالفور کے تحت سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے خاتمے کے بعد آل سعود کو عرب میں عروج حاصل ہوا تو انھوں نے کئی علاقے فتح کر کے حجاز، نجد، مشرقی وجنوبی عرب کے کچھ حصوں کو ملا کر ایک ریاست المملکۃ السعودیہ العربیہ کے نام سے متحد کر دیا۔ اس وقت سے سعودی عرب ایک مطلق العنان بادشاہت ہے۔

سعودی عرب کو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام، اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی جیسے دو مقدس مقامات کی سرزمین ہونے کی بنا پر اہل اسلام کے ہاں ایک عزت کا مقام حاصل ہے۔ علاوہ ازیں 1938ء میں یہاں پیٹرولیم کے ذخائر دریافت ہوئے تو سعودی عرب دنیا کا دوسرا سب سے بڑا تیل برآمد کنندہ ملک بن گیا ہے، جو دنیا کے دوسرے بڑے تیل کے ذخائر اور گیس کے چھٹے بڑے ذخائر کو کنٹرول کرتا ہے۔

سعودی عرب کے بانی ملک عبدالعزیز نے 1932ء سے 1953ء اپنی وفات تک

حکومت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے چھ بیٹوں نے حکومت کی۔ ان میں سے اس وقت موجودہ بادشاہ سلمان بن عبدالعزیز تخت نشین ہیں مگران کے بیٹے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حکومت کو کنٹرول کرتے ہیں جس نے ملک میں متعدد قانونی اور سماجی اصلاحات کا آغاز کر دیا ہے۔ اس کے والد کے بادشاہ بننے سے پہلے سعودی عرب سے باہر بہت کم لوگوں نے محمد بن سلمان آل سعود کے بارے میں سنا تھا لیکن اب 36 سالہ ولی عہد کو دنیا کے معروف تیل برآمد کنندہ کا اصل حکمران سمجھا جاتا ہے۔

محمد بن سلمان نے پہلے کئی ریاستی اداروں کے لیے کام کیا پھر 2009ء میں اپنے والد جو منطقہ ریاض کے گورنر تھے کے خصوصی مشیر مقرر ہو گئے۔ جنوری 2015ء میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا اور سلمان بن عبدالعزیز نے تخت سنبھالا تو اس نے جانشینی کی لائن میں چونکا دینے والی تبدیلیاں کیں، اپنے بیٹے کو وزیر دفاع مقرر کیا، بعدازاں ولی عہد شہزادہ اپنے بھتیجے محمد بن نائف کو ہٹا کر اپنے بیٹے محمد بن سلمان کے ساتھ تبدیل کیا۔ اس عہدے پر محمد بن سلمان کی پہلی کارروائیوں میں سے ایک 2015ء میں یمن میں دیگر عرب ریاستوں کے ساتھ مل کر فوجی مہم شروع کرنا تھا۔ اس نے حوثی باغیوں کی تحریک کے بعد مداخلت کی جسے ایرانی پراکسی کے طور پر دیکھا دارالحکومت صنعا پر قبضہ کر لیا اور صدر عبدربہ منصور ہادی کو بیرون ملک فرار ہونے پر مجبور کیا۔ لڑائی میں مبینہ طور پر 110,000 سے زیادہ لوگ مارے جا چکے ہیں جبکہ لاکھوں افراد قحط کے دہانے کے پر دنیا کی بدترین انسانی تباہی کا باعث بن چکے ہیں۔ محمد بن سلمان کے اقتدار میں اپریل 2015ء میں نائب ولی عہد، دوسرے نائب وزیراعظم اور اقتصادی اور ترقیاتی امور کی کونسل کے صدر کے طور پر تقرری کے ساتھ اضافہ ہوا۔ یمن میں جنگ اور سعودی عرب کی معیشت کے انچارج، ایک پالیسی ساز کے طور پر ان کی اہمیت اگلے سال اس وقت واضح ہو گئی جب اس نے مملکت میں اقتصادی اور سماجی تبدیلی لانے اور تیل کی معیشت پر انحصار کو ختم کرنے کے لیے ایک وسیع پیمانے پر منصوبہ بندی کی۔

ولی عہد شہزادے محمد بن سلمان کے بہت سے اقدامات متنازعہ ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے: 2017ء میں خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے رکن قطر کے بائیکاٹ کی قیادت کرتے

ہوئے بھی دیکھا گیا تھا۔ ولی عہد بنتے ہی اس نے اپنے مخالف سمجھے جانے والوں کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کرتے ہوئے اپنی طاقت کو مستحکم کرنے کی کوشش کی اور بیسیوں بااثر شاہی خاندان کے افراد واہم شخصیات، علماء اور دانشوروں کو حراست میں لیا۔ اس اقدام کو ایک وسیع انسداد بدعنوانی مہم کے آغاز کا نام دیا گیا۔ اس طرح مملکت کو جدید بنانے کے منصوبوں میں اعتدال پسند اسلام کی واپسی بھی شامل تھی۔ بہت سے تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ طاقتور شہزادوں اور کاروباری شخصیات کو زیردست لانے سے محمد بن سلمان کو بادشاہی کا مکمل کنٹرول حاصل کرنے کی راہ میں حائل حتمی رکاوٹیں دور ہوگئیں۔ انسداد بدعنوانی مہم میں پکڑے گئے افراد کو ریاض کے رٹز کارلٹن میں رکھا گیا۔ تاہم بڑے پیمانے پر گرفتاریوں نے ان غیرملکی سرمایہ کاروں کو پریشان کردیا جن پر وہ سعودی عرب کی معیشت کو جدید بنانے میں مدد کے لیے بھروسہ کررہے تھے اور نئی براہ راست غیرملکی سرمایہ کاری 2017ء میں 14 سال کی کم ترین سطح پر آ گئی تھی۔ شاہ سلمان نے اعلان کیا کہ مذہب پسند لوگوں کے اعتراضات کے باوجود خواتین ڈرائیوروں پر پابندی سعودی عرب میں جون 2018ء میں ختم ہوجائے گی۔ یہ دنیا کا وہ آخری ملک ہے جہاں اس طرح کی پابندی موجود تھی۔ سعودی حکومت تنقید برداشت نہیں کرسکتی آزادی اظہار کے حق پر قدغن لگاتے ہوئے انسانی حقوق کے نامور محافظ جیسے عزیزہ الیوسف کو حراست میں لیا گیا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ کے صحافی جمال خوشوگی نے ولی عہد پر تنقیدی کالم لکھے تھے دھمکیاں ملنے پر وہ سعودی عرب سے فرار ہوگیا۔ اکتوبر 2018ء میں استنبول ترکی میں سعودی سفارت خانے میں قتل کیا گیا تھا۔ جس کا الزام سعودی ایجنٹوں پر لگایا گیا تھا جس کا شبہ محمد بن سلمان پر ظاہر کیا گیا اور انھیں ولی عہد کے عہدے سے تبدیل کرنے کے مطالبات آئے تھے۔

25 اپریل 2016ء کو سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے ویژن 2030ء کا اعلان کیا ہے جس میں تیل اور مذہب کے بغیر ملک کو ترقی دینے کا منصوبہ شامل ہے۔ وہ جس طرح تیزی سے اس پر گامزن ہیں لگتا ہے وہ 2025ء تک ہی اپنا مقصد حاصل کرلیں گے۔ محمد بن سلیمان نے ملک کو ترقی دلانے اور روشن خیال بنانے کے لیے 80 کے قریب منصوبے بنائے ہیں ان میں بحیرہ احمر پر شاہ عبداللہ بندرگاہ کی تعمیر کے علاوہ اسرائیل کی شراکت سے نیوم سٹی ایسے بڑے منصوبے شامل ہیں جس

پر 500 ارب امریکی ڈالر خرچ کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسا سیکولر شہر ہوگا جہاں دنیا بھر سے سیاحوں کو لایا جائے گا یہاں سعودی عرب کی سرزمین پر لاگو قوانین لاگو نہیں ہوں گے، دجال ٹائپ کا شہر ایک اسرائیلی قصبہ کے قریب تعمیر کیا جارہا ہے جہاں 5 سٹار اور 7 سٹار مہنگے ہوٹل بنائے جائیں گے یہاں ایک مہنگا ترین منصوبہ جس میں صحرا میں ایک مصنوئی چاند بھی بنایا جائے گا جہاں عوامی دلچسپی کے لیے انٹرٹینمنٹ کے تمام تر مواقع فراہم کئے جائیں گے یہ تاریخی انویسٹمنٹ ہے کچھ عرصہ قبل اس نیوم شہر میں اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کی آمد ہوئی تھی جہاں امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو اور شہزادہ محمد بن سلمان نے استقبال کیا تھا اسرائیلی طیارہ تل ابیب سے اڑکر یہاں پر نوتعمیر شدہ ایک ہوائی اڈے پر اترا تھا اور یہاں سے ہی واپس چلا گیا تھا۔ مذہب اور تیل کے بغیر ترقی کے منصوبے کی تکمیل کے لیے سعودی عرب کو اسرائیل کی معاونت درکار ہے اور اس نیوم شہر کی تعمیر کے لیے سعودی اور اسرائیلی ہم آہنگی ضروری ہے۔ ملک کو روشن خیال بنانے کئے لیے ریاض شہر میں ایک بڑا سینما ہال بنایا گیا تھا۔ گزشتہ کئی سالوں سے شہزادی نورہ بنت فیصل السعود کی نگرانی میں عالمی فیشن شو منعقد ہو رہے ہیں جس میں دنیا بھر سے روشن خیال خواتین شرکت کرتی ہیں۔ اب ماہ دسمبر میں دارالحکومت ریاض میں میوزک کنسرٹ میں خصوصی دعوت پر انڈین اداکار سلمان خان کی دبنگ انٹری ہوئی ان کے ہاتھوں کا نقش بنایا گیا جسے ریاض شہر کی شاہراؤں پر آویزاں کیا جائے گا۔ ہالی ووڈ اور بالی ووڈ کے دیگر اداکار اور اداکارائیں اور عالمی شہرت یافتہ مغربی گلوکار جسٹن ویور بھی یہاں آئے اور موسیقی کے ان پروگرامز میں 70 ہزار سے زائد افراد کی شرکت کی اطلاعات ہیں۔ اب سعودی عرب پہلی عالمی مکمل میراتھن کی میزبانی کے لیے کمر بستہ ہے۔ ریاض میراتھن 5 مارچ 2022ء کو شیڈول ہے سعودی اسپورٹس فار آل فیڈریشن (SFA) کے صدر، وزیر کھیل شہزادہ عبدالعزیز بن ترکی الفیصل کی طرف سے ریاض میراتھن 2022ء کا باضابطہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ آل سعود کی حکومت نے کرونا کی وبا کے پیش نظر حفظ ماتقدم کے طور پر گزشتہ ایک سال سے مسلمانوں کے مذہبی فریضے عمرے اور حج کی ادائیگی کے لیے دیگر ممالک کے مسلمانوں پر پابندی عائد کر رکھی تھی صرف مقامی افراد کو محدود شرکت کی اجازت دی گئی۔ عمرے پر لگی پابندی یکم دسمبر کو اٹھائی گئی مگر 5 اور 6 دسمبر کو میوزک کنسرٹ منعقد کرائے جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

سعودی حکومت نے مسلمانوں کی تبلیغی جماعت پر پابندی عائد کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کو معاشرے کے لیے خطرناک قرار دے کر اسے پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے منافی اور دہشت گردی کے لیے استعمال کیے جانے کا الزام لگایا ہے اور 10 دسمبر کو سعودی عرب کی مساجد میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں یہ پیغام دیا گیا ہے۔سعودی حکومت پہلے مذہب کا سہارا لے کر سالوں تک کئی دینی مدارس کی فنڈنگ کرتی رہی ہے۔اس عالمی اسلامی تبلیغی جماعت پر پابندی کے فیصلے پر نا صرف پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت بلکہ سعودی عرب سمیت دنیا بھر کی اسلامی جماعتوں کی طرف سے سعودی حکومت پر شدید تنقید کی جارہی ہے۔موجودہ ولی عہد کی زیرنگرانی عرب کے معاشرے میں مغرب کی تقلید میں تیزی کے ساتھ غیر اخلاقی وغیر اسلامی تبدیلیاں کی جارہی ہیں جس پر مغربی ممالک بڑے شادمان ہیں اور اس کی تعریفیں کر رہے ہیں مگر عالم اسلام انگشت بدنداں ہے اور اس کے اقدامات کو یہودی ایجنڈہ قرار دیا جارہا ہے۔عرصہ دراز سے حجاز مقدس اور پورے ملک سعودی عرب میں جزوی طور پر ہی سہی اسلامی نظام شریعت کا نفاذ رہا ہے جس پر امت مسلمہ کو فخر حاصل تھا کہ چلو کسی ایک مسلم ملک کے اندر تو اسلامی نظام نافذ ہے مگر ولی عہد محمد بن سلمان کے اقدامات سے لگتا ہے کہ وہ مغرب اور اسرائیل کے زیر اثر ہو کر امت مسلمہ کی بجائے یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے پر گامزن ہیں، جس پر دنیا بھر کے مسلمانوں میں شدید تشویش پائی جاتی ہے جو کہ ایک فطری امر ہے۔ دوسری طرف ایک اور برادر اسلامی ملک بھی اسلام دشمن ملک اسرائیل سے تعلقات میں پیچھے نہیں رہا۔ایک اطلاع کے مطابق یو اے ای اور اسرائیل کی تجارت 5 سو ارب ڈالرز تک پہنچ چکی ہے اور باہمی مثالی تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔حال ہی میں اسرائیل کے نفتالی بینیٹ کی ابوظہبی کے امیر خلیفہ بن الزید النہیان سے ملاقات ہوئی ہے جہاں انھوں نے ایران کی بڑھتی ہوئی طاقت پر تشویش کا اظہار کیا اور اپنی طرف سے ڈرون اور دیگر جدید ٹیکنالوجی فراہم کرنے پر بات چیت کی۔ایسی اطلاعات بھی سامنے آئیں ہیں کہ اسرائیلی وزیر دفاع بنی گینٹ نے فلوریڈا میں امریکی حکام کو ایران پر حملے کی ٹائم لائن سے بھی آگاہ کر دیا کہ ایران پر کس وقت کیسے اور کب حملہ ہو گا۔اب امریکہ اسرائیل اکٹھے ہو کر عربوں کو ساتھ ملا چکے ہیں ایسی اطلاعات بھی سامنے آ رہی ہیں کہ اسرائیل ایران کے ساتھ نئی جنگ چھیڑنا چاہتا ہے اسی لیے یو اے ای اور سعودیہ سے مشاورت کیلئے ان کے وفود آ چکے ہیں۔مقبوضہ عرب (باقی برصفحہ 61)

خود کو بدلیں!!

ع- ت بنتِ فاروقی

کتابِ زندگی کے ورق برابر الٹ رہے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کے اس کھیل میں، میں اور آپ کب اکھاڑے سے باہر ہوں کچھ معلوم نہیں ہے۔ رب کو راضی کرنا ہے۔ دین کی خدمت کرنی ہے۔ قرآن کے پیغام کو عام کرنا ہے۔ جنت میں جانا ہے۔ یہ سب ارادے ہم وقتاً فوقتاً باندھتے ہیں مگر عمل اور مداومت نداریم۔ کیا کریں کہ ان مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو جائیں؟ ذیل میں ان اقدامات و اصلاحات کو ترتیب وار بیان کیا جا رہا ہے جو ہمیں باعمل مسلمان، باہمت داعی قرآن اور پرعزم اللہ کا مددگار بننے میں مدومعاون ثابت ہوں گے۔

1 نیت اور ارادہ جب تک باقاعدہ طور پر ہم پختہ ارادہ نہیں کریں گے تو ہماری خود کو بدلنے اور دوسروں کو بدلنے کی آرزو وقتی جذبہ سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔ لہٰذا سب سے پہلے ہم پر پختہ ارادہ اور عزم لازم ہے کہ ہم نے رب کو راضی کرنا ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے مناسب سعی بھی کرنی ہے۔ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا نیک کام کریں تو اس میں بھی درست نیت (رب کی خاطر) اور نیک ارادہ لازم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ ''مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے''۔ نیت کی ذرا سی خامی نیکی کے بڑے بڑے انبار کو غبارِ خاطر بنا کر رکھ دیتی ہے۔

❷ ترجیحات کا تعین

جب رضائے الٰہی کا حصول مقصدِ حیات بنالیا تو پھر ایک دفعہ بیٹھ کر زندگی میں ترجیحات کو ترتیب دینا ہوگا کہ میرے لیے اہم کیا ہوگا؟ اگر ابھی پیسہ کم ہے تو دینداری چلے گی جب امیر ہو گئے تو حالات کے بہاؤ میں بہہ جائیں گے؟ نہیں! میری ترجیح عیش، پیسہ، عزت و وقار، خاندان، دنیا نہیں بلکہ صبر، رب کی بندگی، اطاعت رسول ﷺ اور جنت ہیں۔ ہر کام آخرت کے لیے تب ہوگا جب ہم زندگی میں ترجیحات کا درست تعین کریں گے۔ آخرت کو ترجیح دیں، دنیا کے لیے رب العزت خود کافی ہو جائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا، هَمَّ آخِرَتِهِ، كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ ”جس نے سارے غموں کو ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غم کی کفایت کرے گا اور جس کو غموں نے دنیا کے معاملات میں ہی الجھا دیا، تو اللہ کو کوئی پروا نہیں کہ وہ کس کھڈے میں گر کر ہلاک ہو جائے“۔

❸ ابھی یا کبھی نہیں (NOW OR NEVER)

ریس میں شریک ہوں تو نہ تو کھڑا رہا جاتا ہے اور نہ ہی اُلٹا دوڑا جاتا ہے بلکہ پوری تندہی سے آگے کا دھیان رہتا ہے۔ جب رب کو راضی کرنے کا پختہ ارادہ بنالیا، آخرت کو ترجیحات میں اوّلین رکھ لیا تو رب سے دعا مانگ کر کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَه (اے اللہ! تو ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق دے) اور پھر حق کر گزریے اور باطل سے رک جائیے۔ ہر لمحہ، ہر دن، تا عمر، آخری سانس تک۔

❹ استقامت

حضرت سفیان ثقفیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا: قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ یعنی آپ مجھے اسلام سے متعلق کوئی ایسی جامع و کامل بات ارشاد فرما دیں جس کے بارے میں آپ کے بعد کسی سے سوال نہ کرنا پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: قُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ ”تم کہو: میں ایمان لایا، پھر اس پر جم جاؤ“۔ پھر ہمیں نہ تو گردشِ زمانہ روک سکے، نہ فتنہ اولاد پاؤں کی بیڑی بنے، نہ درہم و دینار و ڈالر کی چکا چوند، نہ خاندان اور برادری آڑے آئے۔ داعی الی اللہ بنے ہیں تو اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کے مصداق سودا کر لیجیے۔ بدلہ جنت کے سوا کچھ اور نہیں۔

یادِ فاروقیؒ

بانی مدیر انجینئر مختار فاروقی مرحوم و مغفور کی یاد میں ایک بھرپور خصوصی شمارہ کی اشاعت (نومبر 2021ء) کے بعد بھی کچھ حضرات ان سے متعلق اپنی تحریریں ارسال کررہے ہیں۔ادارہ نے مرحوم کی یادوں سے متعلق تحریروں کے لیے چند صفحات مقرر کیے ہیں جن میں وقفہ وقفہ سے ان کو شائع کیا جائے گا۔اِن شاءاللہ

4

کرنل (ر) انجینئر اشفاق احمد
راولپنڈی

محترم مختار فاروقی مرحوم بلند پایہ دینی، علمی اور تحقیقی شخصیت تھیں۔انہوں نے اپنے زہدوتقوی اور منفرد فہم قرآن کی بدولت، جھنگ شہر اور قرب و جوار میں گرانقدر قرآنی و اصلاحی خدمات سرانجام دی ہیں۔ جھنگ میں ڈیڑھ عشرے سے زائد مدت پر محیط تنظیم اسلامی کی مسند امارت ہو، قرآن اکیڈمی کی فعال نظامت ہو، حکمت بالغہ جیسی پُرمغز علمی اشاعت ہو یا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی تحریروتقریر کا سرگرم محاذ ہو، مرحوم ہر میدان میں حق وفا ادا کر گئے ہیں۔ مرحوم ملک خداداد کے تمام علمی و دینی حلقوں میں معروف پہچان رکھتے تھے اور داعی قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی بے مثال نشانی تھے۔قرآن اکیڈمی جھنگ میں ان کی خصوصی دعوت پر سورۃ الکہف پر اپنے بیان سے شروع ہونے والا میرا علمی واسطہ، دمِ رخصت تک قلبی و روحانی تعلق میں بدل چکا تھا۔میں نے انہیں پیرانہ سالی کے باوجود ہر دم اصلاحِ امت کی فکر میں سرگرداں اور دجالی فتنوں کے سامنے مضبوط بند باندھتے پایا۔کریم اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کی تمام تر مساعی کو

توشۂ آخرت بنا کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کے رفقا و پسماندگان کو ذوقِ فاروقی سے جلا بخشے اور ان کے مشن حق وغلبہ اسلام کو جلد بار آور فرمائے، آمین۔

5
حافظ شفیق احمد
معاون شعبہ تربیت مرکز تنظیم اسلامی لاہور

میرے محسن و مشفق استاد

مختار حسین فاروقی صاحب بھی چلے گئے۔ اللہ کریم بال بال مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ شروع 1998ء کی بات ہے میاندم (سوات) کے مقام پر ذمہ داران کی ایک خصوصی تربیت گاہ تھی جس میں شرکت کے لئے محترم فاروقی صاحب نے آنا تھا میں اس وقت حلقہ پنجاب شمالی میں تھا، مجھے نظم کی طرف سے حکم دیا گیا کہ فاروقی صاحب کو جن کے لئے میاندم نئی جگہ تھی وہاں پہنچاؤں۔ یہ سفر میرے لئے خوش بختی کی علامت بن گیا، ان کے ہمراہ وہ رات فیض آباد مرکز میں بسر کر کے علی الصبح روانہ ہوئے۔ رات کے ان کے معمولات جلد سونا صبح جلد اٹھنا بروقت تلاوت قرآن مجید کر کے جانے کے وقت سے پہلے ہی تیار ہو جانا، یہ باتیں بہت اچھی لگیں۔ الغرض ہم صبح کو روانہ ہوئے اور سہ پہر کے لگ بھگ میاندم پہنچے۔ وہاں پر دو دن قیام کر کے واپسی ہوئی اور واپسی پر بھی ان کی محبت وشفقت سے فائدہ اٹھایا، تربیتی کورس میں ہر شریک سامع سے پانچ منٹ کا ایک مخصوص موضوع پر بیان بھی کروایا گیا۔ مجھے بھی کہا گیا کہ میں بھی بیان کروں۔ بس اس دن سے فاروقی صاحب کی نظر میں آ گیا، تھوڑے عرصے کے بعد فاروقی صاحب کے ایک عقیدت مند خلیل ترین صاحب (جو کہ این ایف سی میں بڑے عہدے پر فائز تھے اور جب فاروقی صاحب ملتان قرآن اکیڈمی میں تھے تو ان کے ذریعے سے انجمن سے متعارف و وابستہ ہوئے) این ایف سی جڑانوالہ میں ایم ڈی کی ذمہ داری پر آئے اور انہوں نے فاروقی صاحب سے تقاضا کیا کہ فیکٹری کی جامع مسجد کے لئے کسی ایسے فرد کو بھیجیں جو فیکٹری میں درسِ قرآن مجید کی ذمہ داری بھی ادا کر سکے۔ قرعہ فال میرے نام نکلا، لیکن میں شروع میں اس ذمہ دارانہ کام کے لئے تیار نہ تھا، فون پر فاروقی صاحب نے ایک عجیب بات ارشاد فرمائی، شفیق تم آؤ تمھیں انسانوں کا تجربہ ہوگا، یہ الہامی بات آئندہ بیس سالوں میں پوری ہوتی رہی اور جتنا تجربہ

مجھے انسانوں کا جڑانوالہ میں رہتے ہوئے ہوا، اگر نہ آتا تو شاید کبھی نہ ہوتا۔ قصہ مختصر جتنا عرصہ جڑانوالہ میں رہا اور جو بھی دین کی خدمت اللہ کی توفیق سے ہوسکی اس کے اجر وثواب میں ان شاء اللہ فاروقی صاحب کا حصہ ہے۔ وقتاً فوقتاً مختلف تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے جھنگ ان کی خدمت میں حاضری ہوتی رہی اور جو پچیس روزہ کورسز انہوں نے شروع کروائے ان میں بھی جڑانوالہ سے کئی افراد نے شرکت کی، میں خود بھی ایک کورس میں شرکت کے لئے آیا لیکن عمرے کے لئے ویزہ لگ گیا اور کورس کے دوران ہی عمرے کی ادائیگی کے لئے سرزمین حجاز چلے گئے۔ ایک دفعہ ملاقات ہوئی تو مجھ سے پوچھا کہ شفیق کلامِ اقبال سارا پڑھ لیا ہے میں نے عرض کیا کہ ابھی نہیں پڑھا کہنے لگے کہ پڑھ لو، میں نے موقع غنیمت جان کر یہ پوچھ لیا کہ مطالعہ کرنے کا صحیح طریقہ کار کیا ہے اس پر روزانہ معمول بنا کر سونے سے پہلے کچھ پڑھنے کی تلقین کی جس کا الحمد للہ پچھلے بیس سال سے معمول ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس معمول کی برکت سے کتنا کچھ پڑھ لیا ہے اور اس میں بھی اجر وثواب میں استاد محترم کا حصہ ہے۔ جب محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے حکم پر مستقلاً دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں منتقل ہوا تو فاروقی صاحب سے زیادہ ملاقاتیں رہنے لگیں جب بھی وہ مرکز آتے اکثر ان سے ملاقات اور استفادہ جاری رہتا، جنوری 2021ء میں کراچی مدرّسین وریفریشر کورس میں ان کے ساتھ قرآن اکیڈمی ڈیفنس ویو کراچی میں رہنے کا موقع ملا۔ دو تین دن کے اس ساتھ میں ان سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ بہت سی باتیں ہوئیں اور عملی زندگی کے لئے تعلیمی وتدریسی اور انتظامی کئی امور پر ان کے وسیع تجربات سے استفادہ کیا۔ اللہ کریم ان معاملات میں بھی ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بننے کی توفیق دے۔ آمین۔ گذشتہ کچھ عرصے سے جب میں دل کی تکلیف میں مبتلا ہوا تو کئی بار ایسے ہوا کہ مرکز میں ملاقات ہوتی تو بہت تسلی وتشفی دیتے۔ آخری ملاقات یاد ہے کہ میں کسی دوسرے رفیق سے بات کر رہا تھا خود تشریف لائے سلام کیا پھر کافی دیر میرا ہاتھ پکڑے کھڑے رہے اور باتیں کرتے رہے کیوں کہ بااصول شخص تھے مزاج میں انتظامی اعتبار سے سختی بھی تھی، ان کا یہ انداز بہت ہی اچھا لگا، کیا پتا تھا کہ آخری ملاقات ہے۔ ایک تربیتی کورس سے واپس مرکز پہنچے تو ان کی فوتگی کی اطلاع ہوئی، بہت صدمہ ہوا، اس کا بھی افسوس رہے گا کہ اپنے دل کی تکلیف کے باعث ان کے

جنازے میں شریک نہ ہوسکا لیکن بیٹے ابراہیم نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ یہ بات بھی ایک درجے میں میرے لئے اعزاز کی ہے کہ محترم رحمت اللہ بٹر صاحب مرحوم کی طرح فاروقی صاحب بھی میرے اور میرے بیٹوں کے استاد تھے، اس اعتبار سے دونسلیں ان سے فیض یاب ہوئیں، اللہ کریم اس نسبت کو قائم رکھے، فاروقی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے اوران کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل دے اور بطور خاص ان کے بیٹوں کو ان کا صحیح معنوں میں فکری و عملی جانشین بنائے۔ آمین۔ ایک گذارش اس تحریر کے ذریعے ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں سے یہ بھی ہے کہ روزانہ تلاوت قرآن مجید اور دیگر خیر کے کاموں کے بعد فاروقی صاحب کے لئے دعاؤں کا ضرور اہتمام فرمائیں۔ اللہ کریم مرحوم کو ہماری طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچائے اور ہم سب کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

6 مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ العالی

سرپرست ماہنامہ القاسم، نوشہرہ

آپ کے والد مکرم جناب مختار فاروقی صاحب مرحوم کے سانحۂ ارتحال کی خبر جب سنی تو دل غمگین ہوا تھا۔ مرحوم ایک علمی اور عظیم ادبی شخصیت کے مالک تھے۔ جامعہ ابوہریرہ میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے ختماتِ قرآن کا اہتمام بھی کیا تھا اور ماہنامہ القاسم کے اکتوبر کے شمارہ میں ''جناب مختار حسین فاروقی کا سانحۂ ارتحال'' کے عنوان سے احقر نے ایک تعزیتی مضمون بھی شائع کروایا تھا۔ (وہ مضمون سطورِ ذیل میں دیا گیا ہے)۔ اللہ کریم آپ کو صبر اور صبر پر اجرِ عظیم سے نوازے اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

جناب مختار حسین فاروقی کا سانحۂ ارتحال

افسوس کہ گزشتہ ماہِ ستمبر کی 13/ تاریخ کو انجمن خدام القرآن جھنگ کے مؤسس و صدر، 'حکمت بالغہ' کے مدیر مسئول جناب مختار حسین فاروقی صاحب عازم اقلیم ابد ہوگئے۔ مرحوم ڈاکٹر اسرار احمد کے خاص صحبت یافتہ اور ان کا فیض اٹھائے ہوئے تھے۔ مرحوم ان کی انسائیکلوپیڈیا تھے اور جب ذکر چھڑتا تو اس عہد میمنت کے عجیب و غریب واقعات مع پوری تفصیل و جزئیات بڑے مزے لے لے کر سناتے تھے۔ اخلاق، عادات، مروت، دینداری اور قرآن کے ساتھ

وابستگی کے اعتبار سے سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ ماہنامہ حکمت بالغہ کی اشاعت کا قدم اٹھایا تو اسے مرتے دم تک دائم رکھا۔ زندگی بالکل فقیرانہ، درویشانہ تھی، قلم و کتاب سے عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کی نسبت ڈاکٹر اسرار احمد کی انجمن خدام القرآن سے کرتے تھے جس کی اساس خلوص، للّٰہیت اور محبت۔ غرض یہ کہ فاروقی صاحب عہد ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک بڑی حسین اور گراں قدر نشانی تھی۔ اب بھلا ایسے لوگ کہاں اور کب ملیں گے؟

ادیبوں، قلم کاروں اور جرائد کے ایڈیٹروں کو عام طور پر زمانہ کی ناقدری کا شکوہ ہوتا ہے، لیکن مرحوم کی خود زندگی میں وہ قدر ہوئی جو اربابِ کمال کو عموماً مرنے کے بعد ہوتی ہے ''حکمت بالغہ'' کی خصوصی اشاعتوں کی جس طرح پذیرائی ہوئی وہ مرحوم کے لیے ایک بڑا اعزاز، صدقہ جاریہ اور آخرت میں نجات کا وسیلہ ہے۔ شہرت و ہر دلعزیزی اور عظمت دو مختلف چیزیں ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم نہیں ہیں، اس لیے ضروری نہیں کہ کسی ایک شخص کے لیے ایک چیز پائی جائے تو دوسری بھی پائی جائے مگر مرحوم کو ڈاکٹر اسرار احمد کی طرح یہ دونوں چیزیں حاصل تھیں اور کوئی شبہ نہیں کہ اس میں بڑا دخل قلم کاری کے علاوہ ان کے کردار اور اخلاق کو بھی تھا۔ انہیں قرآن وحدیث اور حضورِ اقدس ﷺ کی ذات گرامی سے والہانہ عشق تھا۔ انانیت وخود پسندی کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ عجز وفروتنی اور انکسار وتواضع شیوۂ طبعی تھا۔ اقبالیات سے جنون کی حد تک تعلق خاطر تھا۔ دین اور اس کے شعائر کا احترام اس درجہ تھا کہ کسی سے ان کے خلاف لفظ تک سننا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ آخر میں جو کچھ بن گئے تھے اس میں ان کی طبعی صلاحیت واستعداد کے علاوہ ان کے محسن ومربی ڈاکٹر اسرار احمد کے فیضانِ توجہ وتربیت کا بھی بڑا دخل تھا۔ اب ایسے کمال اور باوضع لوگ کہاں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت و بخششوں کی رحمتوں سے نوازے۔

7

غلام قادر ہراج
پرنسپل (ر) گورنمنٹ جامع ماڈل ہائی سکول جھنگ

اکتوبر 2021ء کا ماہنامہ حکمت بالغہ پندرہ یوم کے بعد وصول ہوا۔ فاروقی صاحب کی رحلت کی خبر پڑھ کر چونک گیا۔ یہ خبر بجلی بن کر دل پر گری۔ موصوف کا ماہنامہ باقاعدگی سے ملتا ہے۔ میری یہ عادت ہے کہ ہر نئی بات اپنی ڈائری پر نوٹ کرتا ہوں۔ حکمتِ بالغہ سے ہر ماہ کئی موتی

ملتے ہیں۔ مسلم امہ کے خلاف یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں کو بے نقاب کرنے والا، آج ہم میں موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ اپنی رحمت میں جگہ دے۔ آمین

ایک دفعہ بندہ جھنگ صدر میں نمازِ جمعہ کی تقریر سن رہا تھا۔ امام صاحب، فاروقی صاحب پر برس رہے تھے کہ انجینئر کا کام سڑکیں بنانا، پلیں بنانا اور مشینری درست کرنا ہے قرآن مجید سے اس شخص کا کیا واسطہ؟۔ میں نے محترم فاروقی صاحب کو فون پر یہ بات بتائی۔ انہوں نے نہیں پوچھا کہ محلّہ کونسا ہے، مسجد کون سی ہے، امام کون ہے۔ بس اتنا فرمایا کہ میرے آقا ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ اگر تمہیں ایک آیت بھی آتی ہو تو اسے دوسرے تک پہنچاؤ۔ دین دوسروں تک پہنچانا صرف علماء کی ذمہ داری نہیں، امت کا ہر فرد جتنا کچھ دین کے بارے میں علم رکھتا ہے وہ دوسروں تک پہنچائے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دین کی جو سمجھ عطا فرمائی ہے، وہ دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب سے مجھے محترم مختار حسین فاروقی صاحب کی رحلت کا علم ہوا ہے خصوصی اوقات کی خصوصی دعاؤں میں ان کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جہاں اپنے اولوا الارحام کے لیے دعا کرتا ہوں، وہاں فاروقی صاحب کو بھی یاد کر رہا ہوں۔ آج بھی تیس پاروں کی تلاوت کا ثواب بطور ہدیہ انہیں پیش کیا ہے۔ ان شاء اللہ تاحیات تہجد کی دعاؤں میں اور تلاوت کلام کے بعد کی دعا میں انہیں یاد رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ درجات کی بلندی عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا مشن آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک ٹھنڈک سی انہیں حاصل رہے زیرِ زمین — آئے فردوسِ بریں سے قبر میں موجِ نسیم
رات دن رکھے خدا ان کو بڑے آرام سے — رات دن مدفن پر برسے رحمتِ ربِ کریم

8 ڈاکٹر فرید احمد پراچہ
نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

حکمت بالغہ کا یادِ فاروقی نمبر ملا۔ شکریہ۔ اللہ کریم مرحوم انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ نفیس، شاندار اور باکمال شخصیت تھے۔ روایتی نہیں حقیقی طور پر ذات میں انجمن، فرد نہیں ادارہ اور محض ایک گل سر سبد ہی نہیں پورا چمنستان تھے۔ ان سے مستقل

ملاقات کا ذریعہ تو ماہنامہ حکمت بالغہ تھا۔ جو فی الواقع ایک علمی و تحقیقی ماہنامہ اور ان کے لیے مستقل صدقہ جاریہ ہے۔ پاکستان میں علمی جرائد کی تعداد اگرچہ قابل ذکر ہے تاہم ان سب میں حکمت بالغہ کی الگ شان اور انفرادیت ہے، اس کا ہر شمارہ ایک مجلّہ تھا۔ نیز 15 سالوں میں 15 خصوصی اشاعتیں بھی ایک ریکارڈ ہے ان میں ہر نمبر ایک مستقل کتاب ہے۔ میری محترم فاروقی صاحب مرحوم سے قرآن ہال میں ایک سیمینار کے موقع پر ملاقات ہوئی۔ میں ان کی سادگی، پرتاثیر گفتگو اور شاندار علمی مقام کے باوجود مزاج میں نرمی و عاجزی سے بہت متاثر ہوا۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مرحوم کے رفقائے کار میں ہر شخصیت اپنے اپنے دائرے میں ممتاز ہے۔ تاہم انجینئر مختار فاورقی صاحب کی خدمات اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ انہوں نے معروف علمی مراکز سے دور اور ایک بڑی ٹیم اور بھرپور مالی وسائل سے محروم رہ کر عظیم الشان علمی و دعوتی کام کیا۔ جھنگ جیسے بظاہر وسائل سے محروم اور جاگیردارانہ پس منظر کے حامل علاقہ میں قرآن اکیڈمی کا قیام، قرآن ہال کی تعمیر مختلف موضوعات پر سیمینارز کا اہتمام حکمت بالغہ جیسے علمی و تحقیقی جریدے کی بلا تعطل اشاعت یقیناً ان کا ایک قابل قدر قابل تعریف کارنامہ ہے۔ یادِ فاروقی نمبر بھی حسب روایت شاندر مجلّہ ہے۔ اس میں فاروقی صاحب کی ذات، صفات اور کمالات کو اُجاگر کرنے والی بہترین تحریریں شامل ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس کاوش کو قبول فرمائے۔ مرحوم کے صدقات جاریہ (جس میں آپ بھی ہیں) کو ان کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائے اور مرحوم کی فیملی اور قرآن اکیڈمی و حکمت بالغہ کی پوری ٹیم کو ہمیشہ رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اور حفاظتوں کے سائے میں رکھے۔ آمین

10 **عبداللہ ابراہیم بن مختار حسین فاروقی**
جھنگ (قسط نمبر 3)

52۔ والد صاحب تنظیم کے کاموں کو دوسرے تمام کاموں اور انجمن جھنگ کے کاموں پر ترجیح دیتے تھے، چاہے جھنگ کا کوئی مقامی پروگرام ہو یا 25 روزہ تربیت گاہ، تنظیمی پروگرام پہلی ذمہ داری تھے۔ اگر ماہانہ میٹنگ کے علاوہ بھی کوئی تقریر یا پروگرام ہوتا تو چاہے جس شہر میں بھی ہو، اس کو ضرور نبھاتے۔ ؎

واپس نہیں پھیرا کوئی فرمان جنوں کا
تنہا نہیں لوٹی کبھی آواز جرس کی

53۔ بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے اور ان سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرتے۔ گھر میں ان کے کمرے میں ہر وقت کئی کھانے کی چیزیں بچوں کو دینے کے لئے پڑی رہتی تھیں۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال کی اور دوسری نظمیں گھر میں بچوں کے ساتھ ہم زبان ہوکر پڑھتے اور بچوں کو لکھنے کے لئے چھوٹی چھوٹی کاپیاں بنا کر دیتے۔ نماز، قرآن، نظمیں، سر پر ٹوپی، تلاوت، تقریر، مضمون، ریاضی کے سوالات، اسلام کا دنیا پر غلبہ...... ان کے بچوں کے ساتھ عمومی موضوعات تھے۔

54۔ ذاتی زندگی میں سادگی مگر اجتماعی کام کو بھرپور تیاری اور احسن طریقے سے کرنا ان کا مزاج تھا۔ جب بھی لکھنے بیٹھتے تو تمام لوازمات اور چیزیں ترتیب سے رکھ کر بیٹھتے اسی طرح کسی بھی پروجیکٹ کو شروع کرتے تو پھر اچھے طریقے سے تکمیل کرتے اور ہر معاملے میں محسنین کی روش اپناتے۔ جھنگ میں آڈیٹوریم بنانا ہی بڑا کام تھا مگر انہوں نے اس کے اوپر منفرد خطاطی کروائی اور اسی طرح نشستوں کے لئے مہینوں کی محنت کے بعد خاص طرح کے کپڑے کا انتخاب کیا۔

55۔ دوستوں اور جاننے والوں سے تعلق کو قائم رکھنا اور وقتاً فوقتاً رابطہ کرنا ان کی عادت میں شامل تھا۔ اس سلسلے میں اپنے پہلے آجر اظہار احمد صاحب کا ذکر کرتے کہ وہ جس شہر میں بھی کسی کام سے جاتے تو اپنے واقف لوگوں سے ضرور ملتے یا رابطہ کرتے۔ انہوں نے ایک ڈائری بنائی ہوئی تھی اور ایک ترتیب سے تمام واقف لوگوں کو بغیر کسی کام کے بھی فون کرتے اور خیریت سے باخبر رہتے۔

56۔ جھنگ میں طلبا کے لئے ہوسٹل کا قیام انجمن منصوبوں میں شامل تھا۔ اس کے لئے رہائش گاہوں اور مطالعہ کے لئے جگہ کئی سالوں سے مکمل ہوگئی تھی مگر منصوبہ شروع نہ ہوسکا تھا۔ اس کی وجہ وہ یہ بتاتے کہ اس کے لئے ایک کل وقتی، دینی مزاج اور طلباء کے مزاج کو سمجھنے والے آدمی کا ہونا شرطِ اوّل ہے اور اس کے بغیر یہ منصوبہ ضائع ہوجائے گا۔ اور کہتے کہ جیسے ہی مطلوبہ شخص مل گیا یہ منصوبہ شروع کردیا جائے گا۔

57۔ دوسرے ممالک میں کمانے کی غرض سے جانا اور رہنا والد صاحب کو ناپسند تھا۔ جب بھی کوئی ساتھی اس طرح کے معاملے میں مشورہ طلب کرتا تو پاکستان میں ہی رہنے کی تلقین کرتے اور کہتے کہ جہاں اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم وہیں پر کام کرنے کے پابند ہیں اور روزی کی غرض سے خاص طور پر غیر مسلم ممالک میں جانے اور پھر شہریت کے لئے وہاں کے آئین سے وفاداری

کے حلف اٹھانے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

58۔ قرآن اکیڈمی میں جو بھی پروگرام ہوتے اور کھانا یا کوئی اور چیز حاضرین کو پیش کی جاتی، والد محترم کا معمول تھا کہ وہ بچنے والی اشیاء قیمتاً خرید لیتے اور پھر وہ گھر میں استعمال ہوتی۔ بعض اوقات تو چاول وغیرہ کافی آ جاتے اور گھر میں کچھ جھنجھلاہٹ کا اظہار بھی ہوتا مگر وہ اسی اصول پر قائم رہے تاکہ کوئی بھی اضافی خرچ ادارے پر نہ پڑے۔

59۔ عام طور پر لوگ زیادہ عمر ہونے پر گاڑی تیز چلانے سے گھبرانے لگتے ہیں۔ مگر والد صاحب کا یہ مزاج نہ تھا۔ اگر لیٹ ہو رہے ہوتے تو ڈرائیور سے تیز چلانے کا کہتے اسی طرح موٹروے پر اگر کوئی 100 کلومیٹر کے رفتار سے چلا رہا ہوتا اسے 120 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلانے کا کہتے۔ اگر ڈرائیونگ کے دوران باتیں شروع ہو جاتیں اور رفتار آہستہ ہو جاتی تو تیز چلانے کا کہتے۔ اپنا دن ترتیب دے کر چل رہے ہوتے اور اسی کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے۔

60۔ ہر سال اعتکاف میں بیٹھنا والد صاحب کا معمول تھا چونکہ آخری 30-25 سال سے وہ دورۂ ترجمہ القرآن کی ذمہ داری نبھاتے تھے اس لئے یہ اعتکاف اکثر اوقات 3 دن کا ہوتا عموماً وہ ماہِ رمضان کی 25 ویں شب کو دورۂ ترجمہ القرآن مکمل کرتے اور ایک دو دن دوسرے ختم القرآن وغیرہ میں اختتامی تقریب میں خطاب کرتے اور پھر اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ از بدلتا ہوا سعودی عرب

علاقوں کے مظلوم فلسطینی عربوں پر اسرائیلی مظالم کی انتہا ہو چکی ہے مگر ان دو ممالک کی طرف سے ان کی حمایت میں ماضی کے مقابلے میں اٹھنے والی حمایت کی آوازیں تقریباً ختم ہی ہو چکی ہے۔ دین اسلام کو نیچا دکھانے اور مسلم دنیا کا عالمی تشخص ختم کرنے کی صیہونیت کی سازشوں میں شریک ہونے کی بجائے کاش یہ عرب بادشاہ تاریخ سے کچھ سبق سیکھ لیتے کہ دنیا چند روزہ ہے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے کیے کا جواب دینا ہوگا۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے

رسید تحائف

پاکستان ادب اکادمی سرگودھا کے چیئرمین محترم ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی پانچ کتب کا تعارف، جو چند ماہ قبل شائع ہوکر منظرِ عام پر آئیں اور ہمیں موصول ہوئی، درج ذیل ہے:

1 نام کتاب: وقارِ پاکستان

14/اگست 2021ء کو مملکت خداداد پاکستان کے قیام کو 75 سال پورے ہونے پر یعنی قیامِ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر شائع ہونے والی اس کتاب میں پاکستان کی ترقی کے 75 سالوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مولف نے علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد ۱۹۳۰ء، قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت، نظریۂ پاکستان اور اس کا استحکام، پاکستان کے مخالفین کا انجام، پاکستان کی ترقی کے روشن امکانات، ...... نمایاں خدوخال، اہم معلوماتِ پاکستان، قدرتی وسائل، سڑکیں، سی پیک اور پاکستان کے اہم اداروں اور فتوحات، وغیرہ کا تذکرہ شامل اشاعت کیا ہے۔ کتاب 240 صفحات پر مشتمل ہے۔

2 نام کتاب: اقبالیاتی کتب مینار

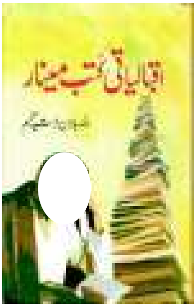

اس کتاب میں مؤلف نے اپنی لائبریری میں موجود ان اہم کتابوں کا مختصر تذکرہ کیا ہے جو مفکر و مصورِ پاکستان علامہ اقبال کی سیرت، خدمات، فکر و فلسفہ، شعر و نثر اور خطبات وغیرہ سے متعلق متعدد اہل قلم حضرات نے تحریر کی ہیں۔ اس کتاب کو کتابیاتِ اقبال کا

چھوٹا انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاسکتا ہے۔ 240 صفحات کی اس کتاب میں مفکر و مصورِ پاکستان سے متعلق لکھی گئی 650 سے زائد کتابوں کا تذکرہ ہوا ہے۔

3 نام کتاب: قائداعظم شناسی

مؤلف نے اس کتاب میں بابائے قوم، بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں لکھی گئی معروف کتب پر تبصرے اور آراء شامل کی ہیں۔ 400 صفحات کی اس کتاب میں بانیٔ پاکستان کے متعلق لکھی گئی 59 کتابوں پر تبصرہ و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

4 نام کتاب: شوکتِ اقبال

اس کتاب میں علامہ اقبال کے بارے میں لکھی گئی 41 کتابوں کے مصنّفین کا تعارف اور ان کتابوں پر تفصیلی تبصرہ و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 368 صفحات پر مشتمل ہے۔

5 نام کتاب: بالاں لئی اقبال

اللہ تعالیٰ نے علامہ اقبال کے کلام میں کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ اس کو پڑھنے سے جوانوں اور سنجیدہ عمر کے لوگوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہوتا ہے اور شاہین صفت بچوں کو بھی اگر یہ نظمیں پڑھائی جائیں تو ان میں ملک و ملت کے لیے کچھ اچھا کرنے کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ مولف نے زیرِ نظر 200 صفحات کی اس کتاب میں بچوں کے لیے علامہ اقبال کی مشہور نظموں کا پنجابی زبان میں ترجمہ و تشریح پیش کیا ہے۔

پاکستانیت سے بھرپور یہ کتابیں محترم ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کے جذبۂ حب الوطنی کی آئینہ دار ہیں۔ ان کتابوں کو مثال پبلشرز، فیصل آباد کے محترم محمد عابد صاحب نے شائع کیا ہے۔

6 نام کتاب: راہ نوردانِ شوق

تالیف: محمد الیاس کھوکھر (ایڈووکیٹ)

ناشر: مکتبہ فروغِ فکرِ اقبال، نظام بلاک اقبال ٹاؤن، لاہور

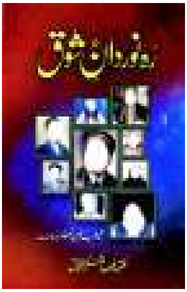

اس کتاب میں مصنف نے ماضی قریب اور موجودہ دور کی اپنی پسندیدہ 11 شخصیات کا تذکرہ 11 ابواب میں کیا ہے۔ان شخصیات کے نام یہ ہیں: علامہ محمد اقبالؒ، غازی علم الدینؒ، مولانا طارق جمیل، محمد متین خالد، علامہ خادم رضویؒ، سیّد قطبؒ، مولانا اکرم اعوانؒ، ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم، سرور قریشیؒ، اعجاز الحقؒ اور مصنف کے والد مرحومؒ۔ مصنف نے 336 صفحات کی اپنی اس کتاب میں ان اہم شخصیات کے ملکی، ملّی، علمی اور انقلابی کارناموں پر دادِ تحسین پیش کیا ہے اور ان کی یہ کتاب ادب کا شاہکار بھی ہے۔

7 مجلّہ صفدر کی اشاعت خاص بیاد

سلطان العلماء مفکر اسلام ترجمانِ اہل حق بحر العلوم

حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

مدیر: حمزہ احسانی 0307-5687800

ایڈریس: 4/82 محمود سٹریٹ، اچھرہ لاہور

(تبصرہ نگار: انور سعید)

مجلّہ صفدر لاہور کے کارکنان نے نو ماہ (جنوری تا ستمبر 2021ء) کی محنت سے علامہ ڈاکٹر خالد محمود (وفات: 20 رمضان 1441ھ بمطابق 14 مئی 2020ء، لندن) کی یاد میں خصوصی نمبر شائع کیا ہے جو دو ضخیم جلدوں میں 1600 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ خالد محمود عصری و دینی علوم کے سمندر تھے، رب تعالیٰ نے آپ سے عرب و عجم میں اعلیٰ علمی سطح پر کام لیا۔ زیرِ نظر مجلّہ کی جلد اوّل میں 7 اور جلد دوم میں 5 (کل بارہ) ابواب ہیں جن میں علامہ کی عبقری شخصیت کے کمالات، خدمات اور کارناموں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان ابواب کے عنوانات یہ ہے: آغازِ سخن۔ اکابر کی نظر میں۔ ہم عصر علماء کے ساتھ تعلقات۔ تاثرات و پیغامات۔ سوانح۔ تصانیف۔ خراجِ تحسین۔ اہل علم و قلم کے مقالات و مضامین۔ افادات۔ آئینۂ تحریرات۔ آئینۂ تصاویر۔ علم دوست حلقہ بالخصوص تعلیم و تدریس سے وابستہ افراد و علماء کے لیے یہ خاص نمبر نافع ہے اور اسے ہر لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔ (قیمت: 1400 روپے)

فرمودۂ اقبال

نکتۂ توحید

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے!
وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لَآ اِلٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے!
سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے!
جہاں میں بندۂ حُر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے!
مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

(ضربِ کلیم)

ماہنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

کے مشن میں تعاون کریں

بچه کار آیدت ز گل طبقے؟
پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا؟
از گلستان من ببر ورقے
میرے گلستان کا ایک ورق لے جا
گل ہمیں پنج روز شش باشد
پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا
ویں گلستان ہمیشه خوش باشد
اور یہ گلستان ہمیشہ تازہ رہے گا

(حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ حکمت بالغہ کے مستقل خریدار بنیں

اور

اپنے دوستوں کو سالانہ خریداری کا تحفہ دیں

اہل ثروت حضرات سے خصوصی
زرِتعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 600 روپے

Vol 16
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
JANUARY 2022
No 01

فکرِ فاروقیؒ

قناعت ایک دولت ہے

وسائل رزق کے حصول میں خوب سے خوب تر کی تلاش میں مگن کسی شخص کو اگر کوئی دانا انسان یہ سمجھائے کہ ــــ بھائی تمہارے پاس عزت سے دووقت کی روٹی کے وسائل ہیں، تھوڑا فرصت کا وقت آرام کرتے ہو، دوستوں سے ملتے ہو اور فیملی کے ساتھ وقت گزارتے ہو، یہ وہ دولت ہے جو بڑے بڑے کروڑ پتی اور ارب پتی افراد کو بھی میسّر نہیں، وہ اس کے لیے ترستے ہیں ــــ تو یہ بات اس حریص آدمی کو سمجھ نہیں آئے گی ۔ مگر خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس حقیقت کو پالے اور قناعت کا راستہ اختیار کرلے، اپنے حصّے کا رزق دنیا سے لے اور باقی دوسرے آنے والے انسانوں کے لیے چھوڑ دے۔

مُحسنِ انسانیّت حضرت محمد ﷺ جو ایک کامل انسان تھے، نے ایک قولِ مبارک میں ارشاد فرمایا ہے:

مَا قَلَّ وَ کَفٰی خَیْرٌ مِمَّا کَثُرَ وَ أَلْھٰی

”جو کم ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اُس سے جو زیادہ ہو اور غافل کردے“۔ (مسند احمد، عن ابی الدرداءؓ)

(ماخوذ از حکمت بالغہ نومبر 2014ء، ص 147)